بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ

انوار مدینہ

شمارہ : ۱۲	صفر المظفر ۱۴۳۶ھ / دسمبر ۲۰۱۴ء	جلد : ۲۲

سیّد محمود میاں مُدیر اعلیٰ	سیّد مسعود میاں نائب مُدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 25 روپے......سالانہ 300 روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 50 ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 13 امریکی ڈالر

برطانیہ، اَفریقہ .... سالانہ 13 ڈالر

اَمریکہ .... سالانہ 16 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور اِی میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

اَکاؤنٹ نمبر اَنوارِ مدینہ 2-7914-100-020-0954

مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)

رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302

جامعہ مدنیہ جدید (فیکس) : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37703662

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۸
اِسلام کیا ہے ؟	حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانیؒ	۱۶
پیارے بچوں کے لیے قرآن کے پیارے قصے	حضرت مولانا شیخ مصطفٰی صاحب وہبہ	۱۹
سیرت خلفائے راشدینؓ	حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنویؒ	۲۳
اِسلامی معاشرت	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری	۴۵
حاصلِ مطالعہ	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۴۹
کنگ فہد کمپلیکس میں مصحفِ تاج کی طباعت	جناب ڈاکٹر محمد اِلیاس فیصل صاحب	۵۲
وفیات		۵۹
اَخبار الجامعہ		۶۱

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ اَنوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جا رہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ اَنوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی اِدارہ سے وابستہ ہے اِس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اَور اِس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اِس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اِس رسالہ کی سر پرستی فرماتے ہوئے اَپنا چندہ بھی اِرسال فرما دیں اَور دیگر اَحباب کو بھی اِس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اِس سے اِدارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (اِدارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ !

۶ رنومبر بروز جمعرات جونہی فجر کی نماز کے لیے گھر سے نکل کر مسجدِ حامد کی طرف بڑھا تو اپنے پیچھے کسی کے تیزی سے آگے بڑھنے کا اِحساس ہوا پلٹ کر دیکھا تو جامعہ کے مدرس مولوی شعیب صاحب تھے ایسے لگا کہ عجلت میں اُسی لمحے سب کچھ بیان کر دینا چاہتے ہیں، اِسی سراسیمگی کے عالم میں ہم مسجد میں داخل ہو گئے، پہلے سے کھڑی جماعت میں شامل ہونے کی خاطر دونوں نے جلدی سے نیت باندھ لی تیز پیروں سے اور اُن کی گرتی اُبھرتی باتوں سے اِتنا اَندازہ ہو گیا تھا کہ فجر سے قبل جامعہ مدنیہ جدید کے اَندر ایک بار پھر پہلے کی طرح ''پولیس گردی'' ہوئی ہے خدا خیر کرے۔

نماز سے فارغ ہو کر یہ صورتِ حال سامنے آئی کہ ایلیٹ فورس نے مقامی پولیس کی لاعلمی میں یہ کارروائی ایک بے وردی اَفسر کی قیادت میں کی جو اپنے کو ''ایس پی عامر خان کینٹ'' کے نام سے متعارف کروا رہا تھا۔

جامعہ مدنیہ جدید کے صدر دَروازہ پر مامور حارث کے بیان کے مطابق وہ اور اُس کا ایک عزیز جو جامعہ میں ہی زیر تعلیم ہے صدر دَروازہ سے متصل اپنے کمرے میں بیٹھے باتیں کررہے تھے کہ ہماری لاعلمی میں ایلیٹ فورس کے اہلکار دروازہ اور دیوار پھلانگ کر اَچانک ہمارے سروں پر آکھڑے ہوئے اور اپنی بندوقوں کو لوڈ کر کے اُن کا رُخ ہمارے طرف کر دیا اور اُن کے اَفسر نے ہمیں ہراساں کرنے کے بعد غلیظ گالیاں بکنا شروع کر دیں۔ہم نے کہا کیا بات ہے ؟ آپ لوگ کیوں آئے ہیں ؟ مگر کوئی معقول وجہ بتلانے کے بجائے ہم سے ہاتھا پائی شروع کر دی وہ پندرہ بیس ہم صرف دو اَفراد اپنی سی مدافعت کرتے رہے۔

اَفسر چیختے ہوئے بولا اِن کو اُٹھا کر گاڑی میں ڈالو، اِتنے میں میرا ساتھی اُن کے نرغے سے نکل بھاگنے میں کامیاب ہوگیا، مسلح پولیس والے نے اُس کا تعاقب کیا گولی چلانے کی دھمکی بھی دی مگر طالب ِعلم آگے نکل گیا اور پولیس والا پیچھے دیکھتے کا دیکھتا رہ گیا اور اپنے اَفسر سے چلاّ کر بولا ''کام خراب ہوگیا'' اِتنے میں طالب علم نے بلند آواز سے طلباء کو جگاتے ہوئے صدر دروازے پر فوری پہنچنے کو کہا اِس سے قبل جامعہ کے عقبی دروازے سے اُن کی ایک گاڑی بلا اِجازت اَندر آچکی تھی، ایک آدمی کو اُٹھا کر زبردستی گاڑی میں ڈال لیا اِتنے میں طلباء بھی مدد کے لیے دروازے کی طرف دوڑ پڑے، تکبیر کی گونج نے اہلکاروں کو حواس باختہ کر دیا کچھ نے ڈر کر دوڑیں لگائیں اور آہنی پھاٹک اور دیواروں کو پھلانگ کر باہر کود گئے جو اَندر رہ گئے اُنہوں نے طلباء کی طرف بندوقیں تان کر آواز لگائی کہ ہم پولیس والے ہیں گولی چلا سکتے ہیں مگر پولیس کی اِس غیر قانونی حرکت، بلا جواز تشدد، دہشت گردی اور بلا کسی جرم کے طالب علم کو اِغواء کرنے کی کوشش نے حالات خراب کر دیے اور طلباء میں اِشتعال پیدا ہوگیا۔ ایس پی نے اِسی حارث سے جس کو مسلسل گالیاں بک رہا تھا اپنی جان کی اَمان طلب کرتے ہوئے کہا کہ اپنے آدمیوں کو روکو مگر وہ پولیس کے ظالمانہ ٹھڈوں اور تشدد سے دِل برداشتہ اُن کی کیا مدد کرتا اَب ایس پی ایک ملزم کی طرح اُسی چوکیدار کی تپائی پر بیٹھا ہوا تھا کہ جامعہ کے اَساتذہ موقع پر پہنچ گئے اور کسی نہ کسی طرح حالات پر قابو پا لیا۔

اَساتذہ نے پولیس والوں سے آنے کی وجہ پوچھی تو وہ کوئی معقول وجہ نہیں بتا سکے اور نہ ہی کسی مطلوب کا نام، بس یہ کہا کہ ڈاکو کا تعاقب کرتے ہوئے آگئے !!!

خلاصہ یہ کہ وہ اپنی اِس غیر قانونی حرکت پر پریشان ہو کر بدحواسی میں اِس طرح فرار ہوئے کہ ایک گاڑی کا رُخ لاہور کی طرف تو دُوسری گاڑی کا رُخ رائیونڈ کی طرف اور تیسری گاڑی سڑک کے بیچ گرین بیلٹ پر چڑھ کر اِس طرح پھنس گئی کہ نہ آگے جا سکتی تھی اور نہ پیچھے۔

بہر حال اللہ کی مدد شاملِ حال رہی ورنہ تو حالات خراب کرنے میں پولیس کی غیر قانونی کارروائی نے کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔ اللہ بھلا کرے اَساتذہ کا جنہوں نے راقم کو واقعہ کی کانوں کان خبر بھی نہ ہونے دی اور ہمیشہ کی طرح بردباری سے کام لیتے ہوئے طلباء کے جذبات کو ٹھنڈا کیا اور اُن کو سمجھایا کہ آپ کے ساتھ جو ظلم ہوا ہے اُس کے خلاف قانونی اور پُراَمن اِحتجاج آپ کا حق ہے اور ہم آپ کے ساتھ ہیں لہٰذا طلباء نے رائیونڈ روڈ پر دَھرنا دے دیا اور مطالبہ کیا کہ اِس غیر قانونی کارروائی کرنے والے اَفسر کے خلاف ایف آئی آر درج کی جائے۔

دھرنے کے کچھ دیر بعد تھانہ رائیونڈ کے ایس ایچ او نے موقع پر آکر حالات کا جائزہ لیتے ہوئے بتلایا کہ مقامی تھانہ کے علم میں لائے بغیر یہ کارروائی کی گئی ہے جو کہ غیر قانونی چیز ہے پولیس اَفسر نے یقین دہانی کرائی کہ آپ دھرنا ختم کردیں ہم ایک گھنٹے کے اَندر اُس اَفسر کے خلاف ایف آئی آر کاٹ کر آپ کو پہنچا دیں گے، موقع پر موجود اَساتذہ کرام نے کہا کہ اگر آپ نے وعدہ کے مطابق ایف آئی آر نہ کاٹی تو ہم ایک گھنٹہ بعد پھر دھرنا دے دیں گے تقریبًا دو گھنٹے گزرنے پر بھی ایف آئی آر نہ کاٹی گئی تو طلباء نے پھر سڑک پر دھرنا دے دیا، دو گھنٹے گزرنے پر اعلیٰ حکام جامعہ مدنیہ جدید آئے طویل گفتگو کے بعد اُنہوں نے ایف آئی آر کاٹی تب جا کر پُراَمن اِحتجاج پایہ تکمیل کو پہنچا اور اللہ تعالیٰ نے کسی بڑے ناخوشگوار حادثہ سے حفاظت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی اہلِ باطل کے شرور وفتن سے اہلِ حق کے مدارس کی حفاظت فرمائے۔

ایف آئی آر کی کاپی کا عکس ملاحظہ فرمائیں :

ابتدائی اطلاع رپورٹ نسبت جرم قابل دست اندازی پولیس رپورٹ شدہ زیر دفعہ 154 مجموعہ ضابطہ فوجداری

نمبر 1146/14 تھانہ سٹی رائے ونڈ ضلع لاہور تاریخ و وقت وقوعہ 6 نومبر 2014 ... 4/5 بجے

1	تاریخ و وقت رپورٹ	بحوالہ رپٹ 26 مورخہ 6 نومبر 11/14 12/30 بجے — 6 — تھانہ سے روانگی کی تاریخ و وقت 7-11-14
2	نام و سکونت اطلاع دہندہ و مستغیث	بذریعہ تحریری درخواست از ان نگران مفتی یاسین جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور 0304-8613444
3	مختصر کیفیت جرم (معہ دفعہ) و مال اگر کچھ کھویا گیا ہے (1146/14)	بجرم 452 365/511 ت پ
4	جائے وقوعہ و فاصلہ تھانہ سے اور سمت	از جامعہ مدنیہ جدید کا فاصلہ 6 کلومیٹر جانب شمال
5	کاروائی متعلقہ تفتیش اگر اطلاع درج کرنے میں کچھ توقف ہوا ہو تو اس کی وجہ بیان کی جاوے	حسب آمد تحریری درخواست مقدمہ درج رجسٹر ہوا

دستخط عبدالحمید عہدہ ASI

(ابتدائی اطلاع نیچے درج کرو)

نوٹ: اطلاع کے نیچے اطلاع دہندہ کا دستخط یا مہر یا نشان انگوٹھا ہونا چاہیے اور افسر تحریر کنندہ (ابتدائی اطلاع) کے دستخط بطور تصدیق ہونے چاہیے۔ جناب ایس

ایچ او صاحب تھانہ رائے ونڈ سٹی لاہور جناب عالی آج مورخہ 6 نومبر 2014 صبح چار پانچ کے درمیان تین گاڑیوں میں 25 - 30 افراد پر مشتمل پولیس کی بھاری نفری نے جامعہ مدنیہ جدید کی دیواریں پھلانگ کر دھاوا بولتے ہوئے اندر داخل ہوگئی اور چوکیدار اور وہاں موجود طلباء پر جان سے مار دینے کی دھمکی دیتے ہوئے بندوقیں تان لیں اور خوف و ہراس پیدا کر کے بلا جواز تشدد کیا چوکیدار اور دیگر طلباء کو زبردستی پولیس اپنی گاڑیوں میں ڈال کر لے جانے کی کوشش کرتی رہی اس ساری کاروائی کی قیادت کرنے والے مبینہ طور پر سفید کپڑوں میں ملبوس لاہور کینٹ کے ڈی ایس پی عامر خان تھے جن کا موبائل نمبر 0315-7104555 ہے طلباء کے شور مچانے پر دیگر تمام طلباء لوگ جمع ہوگئے جس کے بعد مبینہ ڈی ایس پی عامر خان اپنی نفری سمیت موقع سے فرار ہوگئے جناب سے گزارش ہے کہ مبینہ ڈی ایس پی اور دیگر افراد کے خلاف دہشت گردی اور چادر اور چار دیواری کے تقدس پامال کرنے سے متعلق قانونی کاروائی کی جائے دستخط بحروف انگریزی مولانا اسحاق صاحب [illegible] مفتی یاسین جامعہ مدنیہ جدید از تھانہ اسی وقت مستغیث جامعہ [illegible] متعلق چار دیواری کا تقدس پامال کرنے گاڑیوں میں بٹھا کر لے جانے کی کوشش کے خلاف ڈی ایس پی عامر خان وغیرہ تھانہ میں موصول ہوئی مضمون درخواست و حالات و واقعات سے صورت جرم 452 365/511 پائی جاتی ہے جس پر رپورٹ ابتدائی بجرم مذکور مرتب کر کے اصل تحریر درخواست مع نقل FIR برائے تفتیش بدست عبدالغفار 8292 کانسٹیبل بحوالہ آرڈر نمبر 26-7PCS مورخہ 15 11/14 RD/DIG [illegible] بحکم SDPO صاحب سرکل رائے ونڈ ارسال ہے جناب SHO صاحب کو مقدمہ ہذا کی بابت اطلاع دی گئی ہے۔

عبدالحمید ASI تھانہ سٹی رائے ونڈ لاہور

6-11-14

POLICE STATION ... LAHORE — تھانہ سٹی رائیونڈ لاہور

مولای صل وسلم دائما ابدا — درس حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اَقدس پیرومرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب ؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس ؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
اَللّٰہ تعالیٰ حضرتِ اَقدس ؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

''تقدیر'' پر اِیمان ''ظاہر'' پر عمل ۔ وبائی علاقہ سے بھاگو مت اور باہر سے جاؤ مت
اَولاد کی تربیت والدین پر واجب ہے

(کیسٹ نمبر 82 سائیڈ A,B 1987 - 12 - 27)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

آقائے نامدار ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو جو ہدایات دیں یا تعلیمات دیں اُن میں ایک یہ بھی ہے کہ وَاِذَا اَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ اگر لوگوں میں کوئی بیماری ایسی پھیلے کہ جس سے اَموات ہونے لگیں وبائی بیماری ہو جس کے نتیجے میں موت ہو جاتی ہو وَاَنْتَ فِیْھِمْ اور تم وہاں ہو فَاثْبُتْ تو وہیں رہو، دُوسری جگہ نہ جاؤ۔ حدیث شریف میں اُس آدمی کے لیے بڑا اَجر آیا ہے، کہیں بیماری ہو تو وہاں سے نہ جائے اور ٹھہرا رہے تو اُس پر اَجر ہے اور اگر بیماری ہو کسی جگہ وہاں جانا چاہے تو منع ہے کہ نہ جائے۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جارہے تھے شام کے علاقے میں راستے میں معلوم ہوا کہ وہاں طاعون پھیلا ہوا ہے تو مشورہ کیا، کسی نے کہا وہاں جائیں کسی نے کہا نہ جائیں، یہ تو ظاہر بات ہے جس کی جہاں اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمادی ہے آنی تو اُسی طرح ہے لیکن ہمیں تعلیمات تو ظاہر پر چلنے کے لیے دی گئی ہیں، ''مقدر'' تو اِیمان رکھنے کے لیے بتایا گیا ہے۔

''تقدیرِ اِلٰہی'' کا مطلب ''علمِ اِلٰہی'' ہے کہ اللہ کا علم ناقص نہیں ہے مکمل ہے جو آگے کو ہونے

والا ہے وہ بھی اُسے پتہ ہے تو تقدیر پر اِیمان تو اللہ کے علم پر گویا اِیمان ہوا صفتِ علم پر اور اِس بات پر کہ علم ناقص نہیں ہے علم کامل ہے اللہ کی ذات کا۔

دُوسری چیز ہے ''ظاہر'' ظاہر جو ہے ہم اُس کے مکلّف ہیں تقدیرات کا علم ہمیں نہیں ہے تقدیرات پر اِیمان بس بتایا گیا ہے کہ اِیمان رکھو اور کرو کیا ؟ کرو یہ جو ظاہر ہے، اِسی پر اَجر ہے اِسی پر گرفت ہے اِسی پر جزا سزا تمام چیزوں کا مدار ہے۔

تو یہاں بتلایا گیا کہ ایسی اگر صورت پیش آجائے اور وہاں تم ہو تو نکلو مت اور دُوسری حدیثوں میں آتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب جا رہے تھے تو کچھ نے مشورہ دیا کہ وہاں چلیں کیونکہ ہونا جو تقدیر میں ہے وہ ہوگا ہی، اور کچھ حضرات نے کہا کہ نہ جائیں۔ اُنہیں ضرورت تھی اِس میں اِس بات کی کہ کسی طرح یہ معلوم ہو کہ ایسی صورت میں رسول اللہ ﷺ نے کیا کوئی ہدایت دی ہے ہمیں کوئی حدیث ہے ایسی ؟ تو حضرت عبدالرحمٰن اِبن عوفؓ کہیں گئے ہوئے تھے جیسے کسی بستی میں کام کے لیے چلے جائیں آس پاس چلے جائیں، واپس آئے تو مشورہ اُن سے کیا گیا کہ یہ بات چل رہی ہے اِس میں کیا رائے ہے آپ کی ؟ تو اُنہوں نے بتایا کہ میری رائے نہیں بلکہ حدیث موجود ہے میں نے سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے آپ نے دونوں چیزوں کو منع فرمایا ہے، جہاں بیماری ہو وہاں سے نکلو مت اور جہاں کہیں بیماری ہو اور تم وہاں نہ گئے ہوئے ہو تو وہاں جاؤ مت۔

جدید اُصول بھی ''وحی'' کے تابع :

یہ اُصول وحی کے ہی ہیں اللہ کے بتلائے ہوئے ہیں، آج کے دَور میں جو بہت ترقی یافتہ دَور ہے روز بروز ترقی کی طرف جا رہے ہیں اِنہوں نے بھی یہی طے کیا ہے ڈاکٹروں نے کہ جہاں بیماری ہو وہاں جانا نہ چاہیے اور جو وہاں ہیں اُنہیں نکلنا نہ چاہیے، اِن کے یہاں ''جراثیم'' چلتے ہیں تو جراثیم اُس کے ساتھ ہوسکتا ہے لگ گئے ہوں وہ کہیں اور جائے تو وہاں بھی بیماری پھیلے گی اِس لیے نہیں جانا چاہیے اور مدتِ تاثیر کیا ہے جراثیم کی وہ بھی اُنہوں نے اَنداز کر لیا وہ ہے سات دِن تو کہیں بیماری ہو رہی ہو

وہاں سے کچھ لوگ آرہے ہوں تو وہ ''قرنطینہ'' ۱؎ کر دیتے ہیں سات دِن کا، ایک ہی جگہ ٹھہرا دیتے ہیں اُن کو محدود علاقہ میں تاکہ اُن میں سے کسی میں اگر جراثیم وہ آئے ہیں تو اُسی تک رہیں آگے نہ پھیلنے پائیں اور سب ڈاکٹر بھی یہ کہتے ہیں تو عقلاً بھی ایسے ہوا۔ لیکن اُن حضرات کی آخرت پہ نظر تھی اور تقدیر پر اِیمان تھا بہت زیادہ تو اِنہیں تشفی نہیں ہو رہی تھی جب تک حدیث شریف نہ مِل جائے اور حدیث میں مِل گیا یہ کہ جہاں بیماری ہو وہاں تم مت جاؤ۔ تو اَب بھی یہی ہے جو لوگ جاتے ہیں جو ڈاکٹر جاتے ہیں پوری اِحتیاط سے جاتے ہیں علاج کے لیے بھی پہنچتے ہیں اِمداد کے لیے بھی پہنچتے ہیں اپنے اِنجکشن لگاتے ہیں یا جو بھی تدابیر ہوتی ہیں وہ پوری کرتے ہیں محتاط رہتے ہیں کھانے پینے کی اِحتیاطیں کرتے ہیں، بعضی بیماریاں ایسی ہیں جن کے جراثیم کسی خاص ذریعہ ہی سے پہنچ سکتے ہیں ویسے نہیں پہنچ سکتے، کالرے (Cholera) کے جراثیم یہ کھانے پینے کی چیزوں سے ہی پہنچ سکتے ہیں، پانی پکا ہوا پیے اور کھانے میں یہ ہے کہ کھانا گرم کر کے کھائے جوش دے کر کھائے، بغیر اِس کے جراثیم داخل نہیں ہو سکتے جسم میں تو اگر کوئی آدمی ایسی جگہ پہنچے اور وہاں یہ اِحتیاط کر لے کہ پکا ہوا پانی اور پکی ہوئی غذا اور گرم کر کے اور جوش دے کے اِس طرح سے اِحتیاط کرے تو وہ ٹھیک رہے گا، ہوسکتا ہے وہ وہاں کی آب و ہوا سے قلبی ضعف کی وجہ سے متاثر ہو تو ہو، بیماریوں سے وہ نہیں ہوگا اُس بیماری سے وہ بچ جائے گا۔

اَخلاقی ضرورت :

پھر یہ ہے کہ جہاں وہ لوگ رہتے ہیں اگر وہاں معاذ اللہ ایسی بیماری ہو اور سب بھاگنے لگیں تو جو مرے ہوئے ہیں یا جو بیمار ہیں اُن کی تیمارداری کون کرے گا اَخلاقاً بھی ایسی چیز ہے اِنسانیت کے لحاظ سے بھی ایسی چیز ہے اور ڈاکٹری لحاظ سے یہ ہے کہ کچھ لوگ متاثر ہوں گے کچھ نیم متاثر ہوں گے اور کچھ برداشت کر جائیں گے تو اُن میں خود ہی وہ جراثیم داخل ہو جائیں گے اور برداشت بھی ہو جائے گی بدن دفاع بھی کر لے گا اور وہ ٹھیک ٹھاک رہیں گے۔

۱؎ Quarantine وہ میعاد جس میں مسافروں یا وباء زدہ علاقہ کے بیماروں کو جبراً سب سے علیحدہ رکھا جاتا ہے تاکہ مرض پھیلنے نہ پائے۔

بصرہ میں وبائی حملہ :

تو ایسے ہوا ہے سن ۱۳۰ھ میں غالبًا یعنی تاریخ میں وہ موجود ہے کسی سال میں بصرہ میں طاعون ہوا اور اِتنی اَموات ہوئیں کہ لوگ رہے ہی نہیں گھر میں، خالی ہو گئے تو باہر سے دفن کرنے والے نہیں ملتے تھے کہ اِتنے اِنتظام کرلیں تو کنڈی لگا دیتے تھے اور پھر موقع ملتا تھا آکر نہلا دُھلا کے دفن کر دیتے تھے اور بڑھا یہ اِتنا بڑھا کہ پھر لوگوں نے یہ کیا کہ ایک کمرے میں بند کر کے یا دروازہ بند کر کے گھر کا اور اُس کے آگے چُن دیتے تھے (دیوار) کیونکہ نہ آسکتے ہیں نہ دفن کر سکتے ہیں نہ کچھ کر سکتے ہیں۔ بہت بڑی تعداد ستر ہزار کے قریب بتلائی جاتی ہے لکھی ہے تحریر ہے تاریخ میں اُس میں شہید ہو گئی اِن سب کو شہادت کا اَجر ملتا ہے جو مسلمان بھی اِس میں گئے ہیں وہ سب کے سب ہی شہید ہوئے ہیں گویا اِتنا بھی موقع نہیں مِلا اُنہیں، اِنتظام ہی نہیں وہ کر سکے مگر رہے ہیں وہ موجود تب ہی تو یہ ہوا ہے اور اگر سارے کے سارے نکل جاتے پھر کیا ہوتا ؟ اور پتہ نہیں کہاں کہاں پہنچتا یہ مرض !!! وہ کہتے ہیں کہ جب ہمیں فراغت ہوئی کچھ بیماری ختم ہوئی تو پھر اُن لوگوں کو جن کو اِس طرح سے بند کیا تھا چُن دیا تھا اُن کے دروازوں کے آگے، ہم لوگ گئے داخل ہوئے اُن کی تدفین کا اِنتظام کیا کسی نہ کسی طرح جیسے بھی مناسب ہوا ہوگا تو اِس میں کافی وقت لگ گیا، اَب کتنا ؟ یہ نہیں بتایا مہینہ لگا، دو لگے، ڈیڑھ لگا بہرحال سرکاری لوگ بھی ہوں گے پبلک کے لوگ بھی ہوں گے سب ہی اِس کام پر لگے ہوں گے۔

جسے خدا رکھے اُسے کون چکھے !

کہتے ہیں ایک جگہ دروازہ کسی طرح ہم توڑ کر داخل ہوئے تو دیکھا تو ایک بچہ ہے، کہنے لگے کہ ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ بچہ کیسے زندہ ہے باقی سب ختم ہو چکے تھے اور وہ زندہ ہے تو کہنے لگے اَبھی ہم اِسی میں تھے کہ ایک کتیا داخل ہوئی اور اُس کتیا نے اُس بچہ کو دُودھ پلایا وہ بھی اُس کی طرف گیا وہ بھی اُس کی طرف گئی اور اُس نے دُودھ پلایا، کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت اُس کی زندگی تھی سب مر گئے وہ رہ گیا ! غذا کا کیا ہو !! اللہ تعالیٰ نے وہ بھیج دیا !!! اللہ کے لیے کوئی بات ہی نہیں اِنسان کے لیے

نہایت تعجب کی بات ہے کہ کوئی بچ جائے اِس طرح سے ،کوئی دیکھنے بھالنے والا نہیں ہے کوئی خدمت کرنے والا نہیں وہ کتیا ہی اُسے چاٹ چاٹ کے صاف کرتی تھی وہ ٹھیک ٹھاک رہتا تھا اور غذا ! غذا کے لیے اللہ نے اُس کتیا کے دِل میں ڈال دیا کہ جاؤ، ورنہ کتیا اور اِنسان کا دُودھ پلانے کا جوڑ تو نہیں ہے مگر اِس کے دِل میں خدا نے یہ ڈال دیا اُس کے دِل میں خدا نے وہ ڈال دیا، اِس طرح وہ بچہ مِل گیا اُن کو، اُس سال کے عجائبات میں حافظ اِبن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اَلبدایہ والنہایہ میں یہ واقعہ بھی دیا ہے۔

یہ کام ثواب کیسے بن سکتا ہے ؟

حدیث شریف کی تعلیم یہ ہے اور یہ تعلیم آج کی جدید ترین معلومات کے مطابق ہے کہ نہ وہاں جائے نہ وہاں سے نکلے۔ اَب یہ تو ہوئی مادّی چیز اِس کو ثواب کیسے بنائے گا ؟ کیونکہ شریعت نے تو آپ سودا لیتے ہیں خریدتے ہیں بیچتے ہیں گھر سے باہر نکلتے ہیں کام کاج کے لیے جاتے ہیں اُس سب کو عبادت بنایا ہے ! تو عبادت اِس طرح بنے گا کہ نیت ہو، نیت تو یہ ہو کہ مذہب پر عمل کرنا ہے اللہ نے جو حقوق بتائے ہیں وہ اَدا کرنے ہیں تو اَب اِسلام نے تو آخرت اور اَجر پر نیت رکھنی بتائی ہے، تم کوئی کام اپنی ذات کے لیے کرو ہی نہ تو سارے کام عبادت بن جائیں گے وَحَتَّى اللُّقْمَةَ تَجْعَلُهَا فِيْ فِي امْرَأَتِكَ [1] کسی کی بیوی بیمار ہو تو اُسے کھلائے پلائے اُس کے منہ میں لقمہ ڈالے اُس کو غذا دے پانی پلا دے کوئی خدمت کرے وہ بھی عبادت ہے وہ بھی حسنات میں داخل ہے حالانکہ یہ اِنسانی خدمت ہے یہ کوئی کھڑے ہو کر خدا کے سامنے عبادت کرنے کے طرز کی عبادت نہیں ہے، یہ معاملات کے اَندر داخل ہے تو ایک یہ کہ ہسپتال میں لے جاؤ داخل کر دو، ایک یہ کہ خود خدمت کرو تو دونوں میں فرق ہو گیا جو لوگ خود خدمت کر رہے ہیں وہ مایوس نہ ہوں اور اگر بوجھ سمجھ کر ہسپتال داخل کرتے ہیں تو یہ نہ کریں بلکہ ثواب سمجھ کے خدمت کریں، ایسے ہوتے ہیں بڑھاپے میں بیچارے کسی کام کے نہیں رہتے بس زِندہ ہیں اور لیٹے ہوئے ہیں بالکل معذور ہوش بھی نہیں جیسے سو رہے ہوں بیہوش ہیں، مہینوں کیا برسوں اِس حالت میں رہتے ہیں اَب اُس میں یا تو ہسپتال لے جا کے داخل کر دو اُسے اور یا خود خدمت کر لو

[1] بخاری شریف کتاب مناقب الانصار رقم الحدیث ۳۹۳۶

ضرورت پڑے ہسپتال لے جاؤ پھر خود خدمت کرلو دونوں میں سے کوئی صورت کرلے آدمی تو اِس میں جو خدمت کریں گے اُنہیں ثواب ہے، اور توجہ نہیں جاتی اِنسان کی کہ اِس میں ثواب ہوگا، کوئی آدمی اپنی بیوی کی خدمت کرے بچے کی خدمت کرے اُس میں ثواب ہو اِدھر توجہ نہیں جاتی اِنسان کی لیکن ایسا نہیں ہے شریعت نے بتلایا کہ نہیں وہ بھی ثواب ہے، نیت اِس میں یہ کہ خدا راضی ہو۔

اور (میرے پاس) بعض لوگوں کے حالات آتے ہیں خطوط آتے ہیں بہت عجیب حالات اور بڑی برداشت ہے اُن میں، دماغ ہی خراب ہے بیوی کا اور اُس کا وہ علاج اور اُس کی تمام تکالیف وہ برداشت کر رہا ہے تو یہ خدا کی طرف سے ہے کہ بہت بڑا کام ہے۔ بڑا مشکل مسئلہ ہے، ماں باپ کے ساتھ بھی اِسی طرح کا معاملہ ہو جاتا ہے اُن کو برداشت کرنا بڑا مشکل مسئلہ ہے لیکن بہت بڑا ثواب ہے خدا کی رضا حاصل کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

تو آقائے نامدار ﷺ نے اِس حدیث میں تو تعلیم فرمائی کہ وہاں رہو، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ وہاں عمواس [1] میں تھے اور اِن کی وفات اُسی طاعون میں ہوئی ہے تو یہ جیسے اِن کے لیے تو خاص حدیث ہو کہ تمہارے ساتھ یہ بات ہونے والی ہے تو یہ کرنا، یہ بات اِن کے لیے (نبی علیہ السلام کے) معجزات میں سے بھی بن گئی۔

خرچ بھی رُعب بھی :

اِرشاد فرمایا وَاَنْفِقْ عَلٰی عِیَالِكَ مِنْ طَوْلِكَ وَلَا تَرْفَعْ عَنْھُمْ عَصَاكَ اَدَبًا جتنی تمہاری طاقت ہے اپنے گھر والوں پر خرچ کرو اور خرچ کروگے تو وہ لاڈ میں آجائیں گے وہ خراب ہو جائیں گے وہ بگڑ جائیں گے تو وہ بھی منع فرما دیا کہ یہ جو تادیب ہے تہذیب سکھانی ہے اِس کے لیے جس چھڑی کی جس لاٹھی کی ضرورت پڑتی ہے..................

اگر ہم دیں گے (خرچ) تو خراب ہوں گے تو دینا ہی بند کردو یہ بھی غلط ہے.......... بند کردو یہ بھی غلط ہے، نہیں، خرچ بھی کرو اور تادیب تہذیب سکھانی اَدب سکھانا اَخلاق بتانے یہ بھی فرض ہے

[1] شام کی طرف ایک علاقہ کا نام

اور اِس کے لیے جس سختی کی ضرورت ہے وہ جاری رکھو، یہ نہیں ہے کہ تم اُن کے سامنے بالکل رِیشہ خطمی [۱] بن جاؤ تم اُن کے بڑے ہو تو بڑا پن جو ہے وہ قائم رکھو اُن کے لیے ورنہ وہ غلط ہو جائیں گے .... لَا تَرْفَعْ عَنْھُمْ عَصَاكَ اَدَبًا اُن کے اُوپر سے اپنی لاٹھی نہ اُٹھاؤ جو تہذیب سکھانے والی لاٹھی ہے وہ اُن کے اُوپر رہنی چاہیے تمہاری طرف سے۔

اَولاد کے لیے بہترین تحفہ :

حدیث شریف میں دُوسری جگہ آتا ہے کہ ماں باپ کا اَولاد کے لیے اِس سے اچھا کوئی تحفہ نہیں ہے کہ وہ اُنہیں تہذیب سکھائے اَدب سکھادے اَدبِ حسن، عمدہ اَدب سکھادے کہ ایسے نہیں ایسے، بڑوں کے سرہانے نہ بیٹھو پائینتی بیٹھو، تمیز ہی نہیں ہوتی بڑا بیٹھا ہے، اِدھر سرہانے بیٹھ جائیں گے بالکل تمیز نہیں کریں گے، باپ اِدھر بیٹھا ہے بیٹا سرہانے بیٹھ جائے گا بالکل تہذیب نہیں، اُنہیں بتادیا جائے کہ یہ غلط ہے یہ بدتہذیبی ہے تو پھر وہ اِس کے عادی ہو جائیں گے۔

اور بڑوں کے سامنے بیٹھیں گے اور ٹیک لگا کے بیٹھ جائیں گے بڑے آرام سے جیسے بڑے آدمی ہیں تو اُنہیں بتایا جائے کہ ایسے نہیں بیٹھا کرتے اِس کے بجائے اِس طرح بیٹھو تو یہ تمام چیزیں جو ہیں نشست و برخاست تک کی یہ سب کی سب اَجر میں داخل ہو جاتی ہیں۔

اَدب سکھانا واجب ہے :

اور سکھانا اِن کا وہ واجبات میں سے ہو گیا کہ ہر بڑا چھوٹے کو بھی سکھائے، اگر نہیں سکھائے گا تو آگے کیسے چلے گا سلسلہ، ماں باپ کا سکھانا جو ہے وہ بالکل اور اَنداز کا ہو گا تو اِس لیے اُن کے لیے فرمادیا کہ لاٹھی رکھو اُن کے اُوپر قائم۔

دِل میں اللہ کا خوف بٹھاؤ :

اِرشاد فرمایا وَاَخِفْھُمْ فِی اللّٰہِ [۲] یہ جو بچے ہیں یا اَولاد ہے خدا کا خوف اِن کے دِل میں

[۱] ایک دوا کا نام ہے، کنایۃً بہت ہنسنے والے کو بھی کہتے ہیں۔ [۲] مشکوۃ شریف رقم الحدیث ۶۱

بٹھاتے رہو اَخِفْھُمْ فِی اللّٰہِ اللہ کی ذات کے بارے میں اِن کے دِل میں خوف بٹھاتے رہو کہ یہ اللہ کا حکم ہے یہ اللہ کا حق ہے یہ اِس طرح سے ہے فلاں بارے میں اللہ کا حکم یہ ہے اُس کی نافرمانی نہیں کرنی، یہ جتنا ہو سکے وہ بٹھاتے رہو اور اُس سے فائدہ ہوتا ہے بہت زیادہ فائدہ ہوتا ہے، فائدہ نہ ہونے کی تو بات ہی کوئی نہیں اِس واسطے کہ دین تو چلنا ہی ہے یہ تو نہیں ہے کہ اور اُمتوں کی طرح یہ دین ختم ہو جائے، چلنا ہے تو اِس کا مطلب ہے تاثیر بھی چلنی ہے قبولیت بھی چلنی ہے اور لوگ مانیں گے بھی، ہاں بعضے ایسے ہیں جن میں نہیں ہوتی صلاحیت وہ ماں باپ کے لیے ایک آزمائش بن جاتے ہیں، سمجھائیں بھی ماں باپ، نہیں سمجھ میں آتی بات تو اُس میں ماں باپ معذور ہیں اُس وقت تک مکلّف ہیں جب تک وہ مکلّف خود نہ بنیں اور نئی قسمیں اِنہوں نے نکالی ہیں نفسیات والوں نے ''مدر ٹارچر'' اور فلاں ٹارچر یعنی ایک مزاج ہوتا ہے کہ ایسا کام کیا جائے جس سے تکلیف پہنچے ماں کو یا باپ کو، ایک بیماری اُنہوں نے تشخیص کی نفسیاتی علاج کرنے والوں نے، بہرحال جو بھی کچھ کیا ہے جو بھی چیزیں ہیں وہ پھر اَلگ بات ہے مگر جب وہ بالغ ہو گیا خود مختار ہو گیا آپ نے کوئی کسر نہیں چھوڑی تو آپ کو اَپنا اَجر مل گیا اُس کا نا اہل ہونا یہ اُس کے ساتھ، ممکن ہے کسی وقت بعد میں اُس کی بھی اِصلاح ہو جائے ٹھوکر لگتی ہے سنے ہوئے ہوتا ہے تو فائدہ ہو جاتا ہے تو اُس (ٹھوکر سے) سے وہ تمام چیزیں یاد آتی جاتی ہے اور وہ خود بخود بدلتا چلا جاتا ہے، فائدے سے خالی وہ بہرحال نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہم تک دین اور دُنیا اور یہ ہی نہیں بلکہ آداب اور تمام چیزیں جنابِ رسالت مآب ﷺ کے ذریعے پہنچائیں اور صحابہ کرامؓ نے یاد رکھیں عمل کیا اور ہم تک پہنچائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اَعمالِ صالحہ کی توفیق نصیب فرمائے اپنی مرضیات پر چلائے، اپنی رضا اور فضل سے نوازے، آمین۔ اِختتامی دُعا..............

قسط : ۱۲

اِسلام کیا ہے ؟

﴿ حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

آٹھواں سبق : معاشرت کے اَحکام و آداب اور باہمی حقوق

بڑوں کے چھوٹوں پر اور چھوٹوں کے بڑوں پر عام حقوق :

اِسلام نے معاشرت کے سلسلہ میں ایک عمومی اور اُصولی تعلیم یہ بھی دی ہے کہ ہر چھوٹا اپنے بڑوں کی تعظیم و تکریم کرے اور اُن کے سامنے اَدب و لحاظ سے رہے اور ہر بڑے کو چاہیے کہ اپنے چھوٹوں سے محبت اور شفقت کا برتاؤ کرے (اگرچہ اُن میں باہم کوئی رشتہ داری نہ ہو) اِسلام کی نظر میں یہ چیز اِتنی اہم ہے کہ حضور ﷺ نے ایک حدیث میں اِعلان فرمایا ہے کہ :

''جو بڑا اپنے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور جو چھوٹا اپنے بڑوں کا اَدب و لحاظ نہ کرے، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

ایک اور حدیث شریف میں حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا :

''جو جوان کسی بوڑھے بزرگ کی بڑی عمر کی وجہ سے اُس کی عزت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کے واسطے بھی ایسے لوگ مقرر کر دے گا جو اُس کے بڑھاپے کے وقت اُس کی عزت کریں گے۔''

پڑوسی کے حقوق :

اِنسان کا اپنے رشتہ داروں کے علاوہ ایک مستقل واسطہ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ ہوتا ہے اِسلام نے اِس تعلق کو بھی اہمیت دی ہے اور اِس کے لیے مستقل اور مفصل ہدایتیں دی ہیں۔ قرآنِ مجید میں جہاں ماں باپ، میاں بیوی اور دُوسرے رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک اور اچھے برتاؤ کا حکم دیا گیا ہے وہاں پڑوسیوں کے بارے میں بھی اِس کی تاکید اور ہدایت فرمائی گئی ہے، اِرشاد ہے :

﴿ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی . وَالْجَارِ الْجُنُبِ. وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ﴾ (سُورۃ النساء : ۳۶)

اِس آیت میں تین قسم کے پڑوسیوں کا ذکر ہے اور اُن میں سے ہر قسم کے پڑوسی کے ساتھ اچھے سلوک کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔

﴿ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی﴾ سے مراد وہ پڑوسی ہیں جن سے پڑوسی کے علاوہ کوئی خاص قرابت بھی ہو۔

﴿ وَالْجَارِ الْجُنُبِ ﴾ سے مراد وہ پڑوسی ہیں جن کے ساتھ کوئی اور تعلق، رشتہ داری وغیرہ کا نہ ہو، صرف پڑوسی ہی کا تعلق ہو جس میں غیر مسلم پڑوسی بھی داخل ہیں۔

﴿ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ﴾ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا کہیں اِتفاق ہو گیا ہو جیسے سفر کے ساتھی یا مدرسے کے ساتھی یا ساتھ رہ کر کام کاج کرنے والے، اِس میں بھی مسلم غیر مسلم کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔

اور اِن تینوں قسم کے پڑوسیوں اور ساتھیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا اِسلام نے ہم کو حکم دیا ہے رسول اللہ ﷺ اِس کی اِس قدر سخت تاکید فرماتے تھے کہ ایک حدیث میں ہے آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا :

''جو شخص خدا اور یومِ آخرت پر اِیمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو کوئی ایذاء اور تکلیف نہ دے۔''

ایک دُوسری حدیث میں ہے حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا :

''وہ مسلمان نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور پہلو میں رہنے والا اُس کا پڑوسی بھوکا رہے۔''

ایک اور حدیث میں ہے حضور ﷺ نے ایک دفعہ بڑے جلال کے ساتھ اِرشاد فرمایا :

''خدا کی قسم ! وہ اَصلی مومن نہیں، اللہ کی قسم ! وہ پورا مومن نہیں، واللہ ! وہ پورا مومن نہیں۔ عرض کیا گیا حضور ﷺ کون پورا مومن نہیں ؟ اِرشاد فرمایا وہ مومن نہیں جس کا پڑوسی اُس کی شرارتوں سے اَمن میں نہیں۔''

ایک اور حدیث میں ہے حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا :

''وہ آدمی جنت میں نہیں جائے گا جس کی شرارتوں سے اُس کے پڑوسی اَمن میں نہیں۔''

ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ :

''کسی صحابی نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ حضور فلاں عورت کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بڑی نمازیں پڑھتی ہے، بہت روزے رکھتی ہے اور خوب خیرات کرتی ہے لیکن اپنی زبان کی تیزی سے پڑوس والوں کو تکلیف بھی پہنچاتی رہتی ہے۔ حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا وہ دوزخ میں جائے گی۔ پھر اُن ہی صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اور فلانی عورت کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ نماز، روزہ اور خیرات تو بہت نہیں کرتی (یعنی نفل نمازیں، نفل روزے اور نفلی صدقے بمقالہ پہلی عورت کے کم کرتی ہے) لیکن پڑوس والوں کو اپنی زبان سے کبھی تکلیف نہیں پہنچاتی تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ جنت میں جائے گی۔''

بھائیو ! یہ ہیں اِسلام میں پڑسیوں کے حقوق۔ اَفسوس ! آج ہم اِن اَحکام سے کتنے غافل ہیں۔ (جاری ہے)

مخیّر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

قسط : ۱۲

قصص القرآن للاطفال

پیارے بچوں کے لیے قرآن کے پیارے قصّے

﴿ الشیخ مصطفٰی وہبہ، مترجم مفتی سیّد عبدالعظیم صاحب ترمذی ﴾

❁ ❁ ❁

﴿ بنی اِسرائیل کی گائے کا واقعہ ﴾

حضرت موسٰی علیہ السلام کے زمانے میں بنی اِسرائیل کا ایک شخص نہایت مالدار تھا لیکن اِنتہائی درجہ کنجوس اور لالچی تھا، دُوسروں پر مال خرچ کرنا تو دَر کنار وہ اپنی ذات پر بھی مال خرچ کرنے سے گھبراتا تھا، اُس کی کوئی اَولاد نہ تھی جبکہ اِس کے برعکس اُس کے بھتیجے غریب اور فقیر تھے، بھوک اور اَفلاس نے اُنہیں ذلیل ورُسوا کر رکھا تھا وہ اُس کے پاس رہتے تھے اور اُس کی خدمت کرتے تھے تاکہ وہ اِن پر شفقت کرے اور اِنہیں کچھ مال دے جس سے بھوک کی شدت ختم ہو لیکن وہ شخص اپنے بھتیجوں کو دولت نہیں دیتا تھا وہ بھتیجے صرف بادلِ نخواستہ اُس سے ملتے تھے اور اُس کی موت کی خواہش کرتے تھے تاکہ وراثت میں مال مِل جائے۔

اُن لڑکوں میں سے ایک لڑکا فطرتاً شرارتی تھا، شیطان نے اُسے چچا کے مال کے متعلق سُہانے خواب دِکھائے چنانچہ اُس نے اپنے چچا کے قتل کی تدبیر کی تاکہ اُس کا مال حاصل کر سکے۔

چنانچہ ایک تاریک رات کو وہ چچا کے مکان میں داخل ہوا اور اُس کو قتل کر دیا پھر اُس کی لاش کو اُٹھا کر عام راستے پر پھینک دیا۔ صبح کے وقت جب لوگوں نے شارعِ عام پر ایک مقتول دیکھا تو اُس کے گرد جمع ہو گئے اور اُس کے بارے میں ایک دُوسرے سے پوچھنے لگے۔ اِسی دوران وہاں موجود قاتل بھتیجے نے چچا کی لاش کو دیکھ کر چیخ و پکار شروع کر دی اور چچا کے قتل کے بدلے کا مطالبہ کرنے لگا، لوگ

بہت حیران ہوئے اور قاتل کے بارے میں آپس میں شدید اِختلاف کا شکار ہو گئے حتی کہ ایک دُوسرے کو قتل کی دھمکیاں دینے لگے۔ اِسی دوران ایک بوڑھے نے تجویز دی کہ حضرت موسٰی علیہ السلام کے پاس جاؤ اور اُن سے دریافت کرو چونکہ حضرت موسٰی علیہ السلام اللہ کے نبی اور کلیم تھے اِس لیے لوگوں نے اُن سے دریافت فرمایا۔

حضرت موسٰی علیہ السلام اُن کی بات سن کر اللہ کی طرف متوجہ ہوئے تو اللہ نے حکم دیا کہ اِن سے کہو ایک گائے ذبح کریں اور اُس کا کوئی حصہ مقتول کے جسم پر ماریں تو مقتول اللہ کے حکم سے زندہ ہو کر قاتل کے بارے میں بتا دے گا۔ جب حضرت موسٰی علیہ السلام نے اُن کو گائے ذبح کرنے کا حکم سنایا تو اُنہیں تعجب ہوا، وہ سمجھنے لگے کہ شاید حضرت موسٰی علیہ السلام اُن سے مذاق کر رہے ہیں کہنے لگے :

﴿ اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ﴾ (سُورۃ البقرہ : ٦٧)

''کیا تو ہم سے ہنسی کرتا ہے۔''

حضرت موسٰی علیہ السلام نے اُن سے کہا :

﴿ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴾ (سُورۃ البقرہ : ٦٧)

''پناہ خدا کی کہ ہوں میں جاہلوں میں۔''

اُنہوں نے کہا :

﴿ اُدْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَاهِيَ ﴾ (سُورۃ البقرہ : ٦٨)

''دُعا کر ہمارے واسطے اپنے رب سے کہ بتا دے ہم کو کہ وہ گائے کیسی ہے۔''

چونکہ وہ لوگ اِطاعت سے بھاگ رہے تھے اور مناظرہ کرنے لگے تو حضرت موسٰی علیہ السلام نے اُن سے کہا :

﴿ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذٰلِكَ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ﴾ (سُورۃ البقرہ : ٦٨)

''وہ فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ بوڑھی ہو اور نہ بن بیاہی، درمیان میں ہو بڑھاپے اور جوانی کے، اَب کرڈالو جو تم کو حکم مِلا ہے۔''

یعنی اللہ فرماتے ہیں کہ وہ درمیانی عمر کی ہو نہ عمر میں زیادہ بڑی ہو اور نہ ہی زیادہ چھوٹی، اِس کے بعد حضرت موسٰی علیہ السلام نے سمجھا کہ یہ اِسی پر اِکتفا کریں گے اور اللہ کے حکم کو بجالانے کی کوشش کریں گے لیکن وہ پھر سوال کرنے لگے اور پوچھنے لگے :

﴿ اُدْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ﴾ (سُورۃ البقرہ : ۶۹)

''دُعا کر ہمارے واسطے اپنے رب سے کہ بتادے ہم کو کیسا ہے اُس کا رنگ۔''

حضرت موسٰی علیہ السلام نے اُنہیں جواب دیا :

﴿ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ﴾ (سُورۃ البقرہ : ۶۹)

''وہ فرماتا ہے کہ وہ گائے ہو زرد، خوب گہری ہو اُس کی زردی اچھی لگتی ہو دیکھنے والوں کو۔''

وہ چونکہ حکمِ اِلٰہی پر عمل نہیں کرنا چاہتے تھے اِسی لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا کہ وہ گائے گہرے زرد رنگ کی ہو، تاکہ خوشنما معلوم ہو۔ اِس کے بعد حضرت موسٰی علیہ السلام نے سمجھا کہ معاملہ ختم ہوگیا اور بنی اِسرائیل گائے ذبح کردیں گے لیکن وہ لوگ پوچھنے لگے۔

﴿ اُدْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَاهِيَ اِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴾ (سُورۃ البقرہ : ۷۰)

''دُعا کر ہمارے واسطے اپنے رب سے کہ بتادے ہم کو کس قسم کی ہے وہ ؟ کیونکہ اِس گائے میں شبہ پڑا ہے ہم کو، اور ہم اگر اللہ نے چاہا تو ضرور پالیں گے۔''

حضرت موسٰی علیہ السلام نے جواب دیا :

﴿ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا. ﴾ (سُورۃ البقرہ : ۷۱)

''وہ فرماتا ہے کہ وہ گائے محنت کرنے والی نہ ہو کہ جوتتی ہو زمین کو یا پانی دیتی ہو کھیتی کو، بے عیب ہو کوئی داغ اُس میں نہ ہو۔''

اُنہوں نے چونکہ خود ہی سختی لازم کرنی چاہی لہٰذا اللہ تبارک وتعالیٰ نے بھی اُن پر سختی لازم فرما دی اور گائے کے لیے مختلف قیود مقرر فرما دیں۔ اَب اُنہیں ایسی گائے کی تلاش شروع ہوئی لیکن ایسی گائے کا مِلنا بہت مشکل تھا۔ بالآخر اُنہوں نے بڑی دِقت کے بعد ایسی گائے ڈھونڈ نکالی لیکن جب اُس کے مالک سے اُس کا سودا کرنا چاہا تو اُس نے گائے بیچنے سے اِنکار کر دیا، اُنہوں نے بڑی مشکل سے ایک خطیر مال کے بدلے میں گائے بیچنے پر راضی کیا اور آخر کار گائے لے کر اُسے ذبح کیا اور اُس کا ایک حصہ مقتول کو مارا جس سے وہ زِندہ ہو کر اپنے قدموں پر کھڑا ہو گیا اور اُس کے زخم سے دوبارہ خون بہنے لگا، لوگ یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے اور اُن کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمت کر کے آگے بڑھے اور اُس سے اِستفسار فرمایا تمہیں کس نے قتل کیا ؟ اُس نے بولے بغیر اپنے بھتیجے کی طرف اِشارہ کیا اور دھڑام سے زمین پر گرا اور مر گیا، اِس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُنہیں کھلی آنکھوں مشاہدہ کرا دیا کہ وہ کس طرح مُردوں کو زندہ کرتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سچ فرمایا :

﴿ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْ تُمْ فِيْهَا وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ. ﴾

(سُورۃ البقرہ : ٧٢، ٧٣)

''اور جب مار ڈالا تھا تم نے ایک شخص کو پھر لگے ایک دُوسرے پر دھرنے۔ اور اللہ کو ظاہر کرنا تھا جو تم چھپاتے تھے پھر ہم نے کہا مارو اُس مُردہ پر اِس گائے کا ایک ٹکڑا اِسی طرح زندہ کرے گا اللہ مُردوں کو، اللہ دِکھاتا ہے تم کو اپنی قدرت کے نمونے تاکہ تم غور کرو۔'' (جاری ہے) ✿ ✿ ✿

قسط : ۳۲ ، آخری

سیرت خُلفائے راشدین

﴿ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوئی ؒ ﴾

اَمیر المومنین حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ،

نام مبارک آپ کا علیؓ ہے ، لقب اَسد اللہ اور حیدر اور مرتضٰی ، کنیت اَبوالحسن اور اَبوتراب ، نسب آپ کا رسولِ خدا ﷺ سے بہت قریب ہے، آپ کے والد اَبوطالب جن کا نام عبدمناف تھا اور رسولِ خدا ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ دونوں بھائی بھائی ہیں ، والدہ آپ کی فاطمہ بنت اَسد بن ہاشم تھیں ، ماں باپ دونوں کی طرف سے آپ ہاشمی ہیں ، آپ کے والد تو مشرف بہ اِسلام نہیں ہوئے مگر آپ کی والدہ مسلمان بھی ہوئیں اور ہجرت بھی کی۔

بچپن سے نہ صرف رسولِ خدا ﷺ کے ساتھ ہی رہے بلکہ آپ ہی کی آغوش میں پرورش پائی ، آپ نے بالکل اُن کے ساتھ فرزند کی طرح معاملہ کیا اور اپنی دامادی کا شرف بھی عطا فرمایا ، جناب سیّدہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا جو رسولِ خدا ﷺ کی سب سے چھوٹی اور سب سے زیادہ چہیتی بیٹی تھیں ، آپ کے نکاح میں آئیں اور اِن سے اِن کی اَولاد ہوئی۔

صحابہ کرامؓ میں جو لوگ سب سے اعلیٰ درجے کے فصیح و بلیغ اور اعلیٰ درجے کے خطیب اور شجاعت و بہادری میں سب سے فائق مانے جاتے تھے اُن میں آپ کا مرتبہ بہت نمایاں تھا۔

۳۵ ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسندِ خلافت کو آپ نے زینت بخشی اور تین دِن قبل پانچ سال تختِ خلافت پر متمکن رہ کر بتاریخ ۱۸ر رمضان ۴۰ ھ میں عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی کے ہاتھ سے مقامِ کوفہ شربتِ شہادت نوش کیا اور خلافتِ راشدہ کو دُنیا سے رُخصت کر گئے ، کوفہ کے قریب ایک مقام نجف ہے وہاں آپ کی تدفین ہوئی۔ رضی اللہ عنہ۔

حالات قبل اِسلام و بعد اِسلام :

حضرت علی رضی اللہ عنہ قبل بلوغ بچپن میں اِسلام لائے ، بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ اُس وقت آپ کی عمر دس سال تھی ، بعض کہتے ہیں نو سال تھی ، بعض کہتے ہیں آٹھ سال تھی ، بعض اِس سے بھی کم بیان کرتے ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پوتے حسن بن زید ؒ فرماتے ہیں کہ اِسی کم عمری کے باعث آپ بت پرستی سے محفوظ رہے۔ (تاریخ الخلفاء)

لوگ اِس بات کے قائل ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے آپ ہی اِسلام لائے ، اِس کی تحقیق پہلے حضرت اَبوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تذکرے میں گزر چکی ہے۔ ایک مرتبہ آپ کے والد اَبو طالب نے آپ کو رسولِ خدا ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے دیکھا تو پوچھا یہ کیا کر رہے ہو ؟ اِس کا جواب اِن کے بجائے خود رسولِ خدا ﷺ نے اُن کو دیا تھا پھر دینِ اِسلام کی طرف بلایا تو اَبو طالب کہنے لگے کہ اِس کام میں تو کوئی برائی نہیں ہے مگر اللہ کی قسم مجھ سے سُرین اُوپر نہ کیے جا سکیں گے ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے والد کے اِس مقولہ کو ذکر کر کے اکثر ہنسا کرتے تھے۔

آپ کا قد مبارک پست تھا ، جسم فربہ تھا ، پیٹ بڑا تھا اور داڑھی بہت بڑی تھی کہ پورا سینہ اُس کے نیچے بند رہتا تھا اور رنگ گندمی تھا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں آپ نے دُوسرا نکاح نہیں کیا اِس کے بعد پھر اور نکاح کیے ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے دو صاحبزادے (اِمام حسن ؓ ، اِمام حسین ؓ) اور دو صاحبزادیاں (زینب کبریٰ ؓ ، اُمِ کلثوم کبریٰ ؓ) آپ کی تھیں اور دُوسری اَزواج سے حسبِ ذیل اَولاد تھی :

''حضرت عباس ، جعفر ، عبداللہ ، عبیداللہ ، عثمان ، اَبوبکر ، محمد الاصغر ، یحیٰ ، عمر ، رُقیہ ، محمد الاوسط ، محمد الاکبر یہی محمد بن حنفیہ کے نام سے مشہور ہیں ، اُم الحسن ، رملۃ الکبریٰ ، اُمِ کلثوم صغریٰ ، اُمِ ہانی ، میمونہ ، زینب صغریٰ ، رملۃ الصغریٰ ، فاطمہ ، اُمامہ ، خدیجہ اُم الکرام ۔ اُم سلمہ ، اُم جعفر ، جمانہ ، نفیسہ۔''

اِن تمام اَولاد سے نسب صرف حضراتِ حسنین رضی اللہ عنہم اور محمد الاکبر اور عباس اور عمر سے چلا اور کسی سے نہیں چلا، نہایت زاہدانہ زندگی بسر فرماتے تھے، ہر اَمر میں رسولِ خدا ﷺ کے اِتباع کے حریص تھے، مزاج مبارک میں خوش طبعی بہت تھی۔

حضرت علیؓ کے فضائل ومناقب :

اِمام اَحمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کے فضائل میں اِس کثرت کے ساتھ روایات ہیں کہ کسی صحابی کے متعلق یہ کثرت نہیں ہے۔(تاریخ الخلفاء)

اِس کثرت کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے مخالف بہت لوگ تھے، اُن مخالفین میں بعض لوگ تو چند خاص اُمور میں آپ کو خطا پر سمجھتے تھے، باقی آپ کے فضائل وسوابق اِسلامیہ کے منکر نہ تھے جیسے حضرت معاویہؓ وغیرہ۔اور بعض لوگ آپ کے فضائل کیا معنٰی ،آپ کے اِسلام ہی کا اِنکار کرتے تھے جیسے خوارج۔

اِن مخالفین کی وجہ سے آپ کے فضائل کی روایات کا چرچہ زیادہ ہوا اور بار بار بیان کرنے کی وجہ سے روایات کی کثرت ہوگئی مگر اِس کثرت کے ساتھ ایک چیز قابلِ اَفسوس بھی ہے کہ روافض نے اَکاذیب وخرافات بھی اِس میں اِس طرح شامل کردیے ہیں کہ بوقتِ تنقید اِس کثرت میں بہت ہی کم روایات پایۂ صحت کو پہنچتی ہیں۔اَب ہم چند فضائل آپ کے بیان کرتے ہیں :

☆ بوقتِ ہجرت رسولِ خدا ﷺ نے اِن کو اپنی چادر اوڑھا کر اپنے بستر پر لٹایا اور کچھ لوگوں کی اَمانتیں آپ کے پاس تھیں، وہ اِن کے حوالے کردیں کہ واپس کردینا چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور بہت جلد ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

☆ غزوۂ بدر میں آپ نے بہت نمایاں کام اَنجام دیے اور بہت سے کافر آپ کی تلوار سے واصلِ جہنم ہوئے۔

☆ غزوۂ اُحد میں بھی بہت بڑی خدمت جلیلہ اَنجام دیں، اِس غزوہ میں جب آنحضرت ﷺ کی شہادت کی شہرت ہوئی اور آپ ﷺ کا پتہ میدانِ جنگ میں نہ مِلا اور بعد اِس کے معلوم

ہوا کہ فلاں مقام پر ہیں تو صحابہ کرامؓ سبقت کر کے آپ ﷺ کے پاس پہنچے، اُن میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

☆ غزوۂ خیبر میں بھی آپ سے بہت پسندیدہ خدمات ظہور میں آئیں اور اِسی طرح تمام غزوات میں، صرف غزوۂ تبوک میں رسولِ خدا ﷺ اِن کو مدینہ میں چھوڑ گئے تھے، باقی تمام غزوات میں آپ ﷺ کے ہمراہ رہے۔

☆ ۹ ھ میں جب رسولِ خدا ﷺ نے حضرت اَبوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اَمیرِ حج بنا کر روانہ کیا، اِن کی روانگی کے بعد سورۂ براءَ ت نازل ہوئی تو اُس کی تبلیغ پر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مامور کیا تھا۔

☆ جب آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ کے غسل دینے کی خدمت آپ ہی کے سپرد ہوئی۔

☆ حضرت اَبوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر آپ نے عام مجمعوں میں اپنی دلی رضامندی کا اِظہار فرمایا اور فرمایا کہ رسولِ خدا ﷺ اِن کو اِمامِ نماز بنا گئے تھے تو جس کو آپ نے ہمارے دین کا اِمام بنا دیا ہم کون ہیں کہ دُنیاوی معاملات میں اُس کو اِمام نہ سمجھیں۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اُن کی وزارت آپ کے سپرد رہی اور آپ نے اُن کے ساتھ اپنی حسنِ عقیدت اور دلی محبت کا اِظہار اِس اہتمام سے کیا کہ آج روافض بھی اُن باتوں کی تاویل نہیں کر سکتے۔

☆ اپنے زمانۂ خلافت میں آپ نے خدا جانے کس اہتمام سے اور کتنی بار اِس کا اعلان فرمایا، آج بھی اَسی (۸۰) سندوں سے آپ کا یہ قول کتبِ اَحادیث میں موجود ہے خَیْرُ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّهَا اَبُوْبَکْرٍؓ ثُمَّ عُمَرُؓ یعنی نبی کے بعد تمام اُمت میں سب سے بہتر اَبوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ۔

نیز اپنی خلافت میں ایک گشتی فرمان لکھ کر شائع کرایا کہ جو شخص مجھے اَبوبکرؓ و عمرؓ سے اَفضل کہے گا اُس کو میں وہ سزا دُوں گا جو مفتری کو دی جاتی ہے یعنی اَسی (۸۰) کوڑے کی مار دُوں گا۔ غرض کہ آپ

نے بڑی کوشش اِس لیے کی تھی کہ آپ کو رسول اللہ ﷺ کے اِرشادات سے یہ بات معلوم ہو چکی تھی کہ آئندہ چل کر ایک فرقہ ''روافض'' کا پیدا ہوگا وہ آپ کی محبت و پیروی کا دعوی کرے گا اور بہت سی بے دینی کی باتوں کو آپ کی طرف منسوب کرے گا جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کیا۔

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جب بلوائیوں نے محاصرہ کیا تو آپ نے سب سے زیادہ اُن کی حمایت وحفاظت میں حصہ لیا حتی کہ حضراتِ حسنین کو اُن کے دروازے پر حراست کے لیے مامور کیا اور جب وہ شہید ہوگئے تو آپ کو بڑا صدمہ ہوا اور اُن کی تعریف میں بہت کلمات اِرشاد فرمائے۔

حضرت علی مرتضیٰ کی خلافت :

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دُوسرے دِن آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی، مدینے میں جس قدر مہاجرین و اَنصار تھے، سب نے آپ کے ہاتھ پر برضا ورغبت بیعت کی سوائے حضرت طلحہ و زبیر کے کہ اِن دونوں نے بلوائیوں کے جبر سے بیعت کی اور بیعت کرنے کے بعد فوراً مکے چلے گئے، اہلِ شام نے آپ کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا، اُن کا خیال یہ تھا کہ جس قدر مہاجرین و اَنصار نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے سب نے بلوائیوں سے جبر سے بیعت کی ہے۔

آپ کے عہدِ خلافت میں کفار سے جہاد بالکل موقوف رہا اور اِسلامی فتوحات میں کوئی اِضافہ نہیں ہوا، آپ کا تمام زمانۂ خلافت آپس کی لڑائیوں میں صرف ہوگیا، تین لڑائیاں آپ کو پیش آئیں۔

اَوّل : جنگِ جمل جس میں اُم المومنین حضرت عائشہ، حضرت طلحہ اور زبیر سے لڑنا پڑا۔

دوم : جنگِ صفین جس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہلِ شام سے مقابلہ ہوا۔

سوم : جنگِ نہروان جس میں خوارج سے مقابلہ ہوا۔ یہ آپ کی آخری لڑائی تو تمام صحابہ کے نزدیک پسندیدہ تھی اور بعض اَحادیث میں اِس کے متعلق پیشگوئی اور پسندیدگی کے کلمات بھی وارِد ہوئے ہیں مگر جنگِ جمل و جنگِ صفین کو اَکثر صحابہ نے ناپسند کیا اور بہت سے محتاط لوگ اِن لڑائیوں

سے کنارہ کش رہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو جب حضرت علیؓ نے اپنی رفاقت کے لیے بلایا اور اُن کے والد سے اپنے تعلقات کا ذکر کیا تو اُنہوں نے جواب میں لکھا کہ ''اے اَبوالحسنؓ ! اللہ کی قسم آپ اَژدھے کے منہ میں ہاتھ ڈالنے کو کہیں تو میں تیار ہوں لیکن آپ یہ چاہیں کہ کسی لا اِلٰہ اِلا اللہ کہنے والے پر تلوار اُٹھاؤں یہ مجھ سے نہ ہوگا۔'' ایسا ہی اور صحابۂ کرامؓ نے بھی کیا کہ نہ وہ اِدھر تھے نہ اُدھر تھے، اِس جماعت کو ''قاعدین'' کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔

جنگِ صفین کے بعد حضرت علی مرتضیٰؓ کے قبضے سے تمام مُلک نکل گیا حتی کہ آخر میں سوائے کوفہ اور مضافاتِ کوفہ کے آپ کے پاس کچھ نہیں رہ گیا۔

جنگِ جمل و صفین کے بعد حالات حسبِ وعدہ لکھے جاتے ہیں جس سے یہ معلوم ہوگا کہ اِن لڑائیوں کو جو لوگ صحابہ کرامؓ کی بدگوئی کا ذریعہ بناتے ہیں وہ کس قدر گمراہی میں مبتلاء ہیں۔

جنگِ جمل :

یہ لڑائی جمادی الاخریٰ ۳۶ھ میں ہوئی، اِس لڑائی کے قصے میں بہت رنگ آمیزی کی گئی ہے اور جھوٹ ملایا گیا ہے، صحیح واقعہ جو صاحبِ سیف المسلول نے بحوالہ تاریخ قرطبی بیان کیا ہے، یہ ہے کہ :

حضرت طلحہؓ و زبیرؓ جب بلوائیوں کے جبر سے حضرت علی مرتضیٰؓ کے دستِ مبارک پر بیعت کر چکے تو فوراً مدینے سے چل دیے۔ اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اُس سال حج کو گئی ہوئی تھیں اور اُس وقت تک مکہ میں تھیں، حضرت طلحہؓ و زبیرؓ نے سارا واقعہ اُن سے جا کر بیان کیا کہ عثمانؓ شہید ہوگئے اور بلوائیوں نے لوگوں پر جبر کر کے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کرائی ہے اور اِس وقت مدینہ میں سخت فتنہ برپا ہے، آپ اُم المومنین ہیں آپ کی پناہ میں ہم کو اَمن ملے گا، آپ ایسی کوشش کیجیے کہ یہ فساد کسی طرح دفع ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ مصلحت اِس میں سمجھتے ہیں کہ ابھی قاتلانِ عثمان سے قصاص لینے میں سکوت کیا جائے حالانکہ اِس سکوت سے بلوائیوں کا زور بڑھتا جا رہا ہے۔ حضرت عائشہؓ

نے اِن جھگڑوں میں پڑنے سے اِنکار کیا، حضرت طلحہؓ و زبیرؓ نے قرآنِ مجید کی وہ آیت پڑھی جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں صلح کی کوشش کا حکم دیا ہے، بالآخر حضرت عائشہؓ اِن کی رائے سے متفق ہوگئیں اور مشورہ طے پایا کہ جب تک اُن بلوائیوں کا زور کم نہ ہو، مدینہ نہ جانا چاہیے بلکہ عرب سے باہر کوئی گوشۂ عافیت تجویز کرنا چاہیے اور کسی تدبیر سے علیؓ کو اِن مفسدوں کے گروہ سے جدا کر کے اپنے ساتھ لے جانا چاہیے پھر تمام کام بن جائے گا، حضرت عثمانؓ کا قصاص بھی لے لیا جائے گا اور اِن مفسدوں کی گوش مالی بھی ہوجائے گی چنانچہ اِس تجویز کے مطابق یہ لوگ بصرے کی طرف روانہ ہوئے، بلوائیوں نے یہ قصہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے بہت رنگ آمیزی کے ساتھ بیان کیا اور اُن کو یہ سمجھایا کہ یہ لوگ آپ کو خلافت سے معزول کرنا چاہتے ہیں اور جو اَصل نیت اُن لوگوں کی تھی اُس کا علم بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نہ ہونے دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی بجانب بصرہ روانہ ہوئے، حضراتِ حسنینؓ اور عبداللہ بن جعفر اور عبداللہ بن عباسؓ اِس فوج کشی کے مخالف تھے مگر اُن کی کچھ نہ چلی، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج بصرے کے قریب پہنچ گئی تو آپ نے حضرت قعقاعؓ کو قاصد بنا کر حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے پاس بھیجا، حضرت قعقاعؓ اَوّلاً اُم المومنینؓ سے ملے، اُنہوں نے صاف فرمادیا کہ میرا مقصود صرف اِصلاح ہے کہ کسی طرح یہ فتنہ و فساد دُور ہو اور اَمن قائم ہوجائے، قعقاعؓ نے حضرت طلحہؓ و زبیرؓ سے ملاقات کی اور پوچھا کہ آپ لوگوں نے اِصلاح کی کیا صورت تجویز کی ہے ؟

اِن دونوں نے کہا کہ قاتلانِ عثمان سے قصاص لیے بغیر اَمن نہیں ہوسکتا۔ حضرت قعقاعؓ نے کہا کہ یہ مقصود تو بغیر اِس کے کہ سب مسلمان متفق ہوجائیں حاصل نہیں ہوسکتا لہٰذا آپ لوگوں کو چاہیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مِل جائیں اور باہم متفق ہوکر اِس کی تدبیر کیجیے۔ یہ رائے حضرت طلحہؓ و زبیرؓ نے بھی پسند کی اور حضرت قعقاعؓ صبح کو خوشخبری لے کر حضرت علیؓ کے پاس گئے وہ بھی بہت خوش ہوئے، تین دِن تک باہم نامہ و پیام جاری رہا، تیسرے دِن شام کو یہ بات طے ہوئی کہ صبح کو حضرت علیؓ کی ملاقات حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے ساتھ اِس طرح ہو کہ اِن بلوائیوں میں سے کوئی شخص اِس

مجلس میں شریک نہ ہونے پائے۔

بلوائیوں کو یہ اَمر سخت ناگوار ہوا، وہ جانتے تھے کہ اِس تنہائی کی ملاقات کے بعد حضرت علیؓ ہمارے قابو سے نکل جائیں گے لہٰذا اُن لوگوں نے یہ تجویز سوچنا شروع کی کہ کوئی ایسی بات کرو کہ صلح ٹوٹ جائے اور ملاقات نہ ہونے پائے۔ ''عبداللہ بن سبا'' مشہور منافق موجد مذہبِ شیعہ بھی اِن بلوائیوں میں صرف شامل ہی نہ تھا بلکہ سب کا سردار تھا، اُس نے یہ رائے دی کہ تم آج ہی رات میں لڑائی شروع کردو اور اِس کے بعد حضرت علیؓ کو یہ اِطلاع دو کہ اُس فریق نے بدعہدی کر کے جنگ شروع کردی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اِن مفسدوں نے خود بخود پچھلی رات میں جنگ شروع کردی، اِس کا پھر دُوسری طرف سے بھی جواب دیا گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں یہ شہرت تھی کہ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ نے بدعہدی کی، اُس جانب یہ مشہور تھا کہ حضرت علیؓ کی طرف سے بدعہدی ہوئی غرضیکہ بڑے معرکے کی جنگ ہوئی دونوں طرف سے تیرہ ہزار مسلمان شہید ہوئے، حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم بھی اِسی جنگ میں شہید ہوئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ تو میدانِ جنگ میں شہید ہوگئے مگر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جنگ سے کنارہ کش ہوکر واپس جارہے تھے کہ راستے میں اُن کو اِبن جرموز نے شہید کردیا۔

اِبن جرموز حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے بہ اُمید اِنعام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اَمیر المومنین مبارک ہو کہ میں نے آپ کے دُشمن کو قتل کردیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کس کو ؟ اُس نے کہا کہ زبیر کو۔ آپ نے فرمایا کہ میں تجھ کو خوشخبری سناتا ہوں کہ تو دوزخ میں جائے گا۔ اِبن جرموز نے کہا کہ واہ ! آپ نے خوب اِنعام دیا۔ آپ نے فرمایا میں کیا کروں، مجھ سے رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا تھا : یَا عَلِیُّ بَشِّرْ قَاتِلَ ابْنَ صَفِیَّۃَ بِالنَّارِ یعنی اے علی ! میری پھوپھی صفیہ کے بیٹے کو جو شخص قتل کرے اُس کو تم دوزخ کی خوشخبری سنادینا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی بھی تھے یہ سن کر اِبن جرموز نے خودکشی کرلی۔ حضرت علیؓ نے یہ

دیکھ کر بلند آواز سے تکبیر پڑھی کہ دیکھو حضور علیہ السلام نے جو فرمایا تھا وہ کیسا سچا نکلا۔

اِختتامِ جنگ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ میدانِ جنگ میں مقتولوں کی لاشیں دیکھنے کے لیے تشریف لے گئے اور ایک مقام پر پہنچ کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے آواز دی یَا اَبَتِ وَاللّٰہِ فَرْخُ قُرَیْشٍ یعنی اے باپ قسم اللہ کی ایک نوجوان بچہ قریش کا یہاں پڑا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کون ؟ تو اُنہوں نے کہا محمد بن طلحہؓ حضرت علیؓ نے فرمایا وَاللّٰہِ کَانَ شَابًا صَالِحًا اللہ کی قسم ! جوان صالح تھا۔ (تطہیر الجنان)

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گزر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک پر ہوا تو آپ اُن کو دیکھ کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ ''اَبو محمدؓ اِس جگہ اِس حالت میں پڑے ہیں اور فرمایا کہ اے کاش ! آج سے بیس برس پہلے میں مر گیا ہوتا اور حضرت طلحہؓ کے ہاتھ کو لے کر بار بار چومتے ۱؎ اور فرماتے تھے کہ یہ وہ ہاتھ جس نے رسولِ خدا علیہ السلام کے اُوپر سے مصائب کو دفع کیا ہے۔'' (تطہیر الجنان)

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا جب آخری وقت تھا تو ایک شخص اُن کے پاس سے گزر رہا تھا اُس سے اُنہوں نے دریافت کیا کہ تو کس لشکر کا آدمی ہے ؟ اُس نے کہا اَمیر المومنین علیؓ کے لشکر کا، اُس سے حضرت طلحہؓ نے کہا اچھا ہاتھ لاؤ میں تمہارے ہاتھ پر حضرت علیؓ کے لیے بیعت کروں چنانچہ بیعت کے بعد جان بحق ہو گئے۔ اُس شخص نے یہ واقعہ حضرت علیؓ سے آکر بیان کیا تو آپ نے تکبیر پڑھی اور فرمایا کہ خدا نے طلحہ کو جنت میں بغیر میری بیعت کے لے جانا نہیں چاہا۔ (اِزالۃ الخفاء)

۱؎ اُحد کی لڑائی میں ایک موقع پر رسولِ خدا علیہ السلام کافروں کے نرغے میں گھر گئے۔ اُس وقت آپ کے پاس حضرت طلحہؓ کے سوا کوئی نہ تھا چاروں طرف سے تیر کی بارش تھی اور حضرت طلحہؓ اُن تیروں کو اپنی سپر سے روک رہے تھے، یکایک سپر اُن کے ہاتھ سے گر گئی تو اُنہوں نے خیال کیا کہ جتنی دیر میں سپر اُٹھاؤں گا نہ معلوم کتنے تیر رسولِ خدا علیہ السلام پر آجائیں گے لہٰذا اپنے ہاتھ پر اُنہوں نے تیروں کو روکنا شروع کر دیا جس سے وہ ہاتھ بالکل شل ہو گیا، اَخیر عمر تک اُس ہاتھ نے کام نہیں دیا اُسی ہاتھ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ چومتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اہلِ جمل کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا وہ مشرک تھے ؟ آپ نے فرمایانہیں وہ شرک سے بہت دُور بھاگتے تھے۔کہا گیا کہ پھر کیا وہ منافق تھے ؟ آپ نے فرمایانہیں، منافق تو اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔پھر پوچھا گیا کہ جب یہ ہے تو آپ اُن کو اور کیا سمجھے ؟ تو آپ نے جواب دیا اِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَیْنَا وہ ہمارے بھائی ہیں اُنہوں نے ہم سے بغاوت کی تھی۔

جنگِ صفین :

جنگِ جمل سے فراغت کے بعد صفر ۳۷ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مقابلہ ہوا، یہ لڑائی بہت دِنوں تک جاری رہی اور بڑی سخت خونریزی ہوئی۔ اِس لڑائی میں حضرت علیؓ کو اپنے ساتھیوں کی سرکشی اور بزدلی سے بہت پریشانی رہی، آخر ایک روز آپ میدانِ جنگ میں تشریف لے گئے، حضرت معاویہؓ کو اِس کی اِطلاع ہوئی تو اُنہوں نے حکم دیا کہ علی کو زِندہ گرفتار کر لاؤ۔لوگوں نے کہا کہ زندہ گرفتار ہو کر آنا مشکل ہے اَلبتہ قتل کر کے ہم لا سکتے ہیں۔حضرت معاویہؓ نے کہا ہم علیؓ کو قتل کرنا نہیں چاہتے، اِس کے بعد اہلِ شام کی طرف سے قرآنِ مجید کے نسخے بلند کیے گئے کہ'' اے علیؓ ! آؤ اور اِس کتاب کی رُو سے ہم تم فیصلہ کر لیں۔''اِس کارروائی کے ساتھ ہی لڑائی موقوف ہوگئی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ والے تو ہمت ہار چکے تھے اِس موقع کو غنیمت سمجھ کر اُنہوں نے فوراً تلوار کو نیام میں کر لیا اور یہ طے پایا کہ دو شخص [1] مقرر کیے جائیں، ایک حضرت علیؓ کی طرف سے اور ایک حضرت معاویہؓ کی طرف سے دونوں مِل کر جو فیصلہ کریں اُسی پر فریقین عمل کریں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی طرف سے حضرت اَبو موسیٰ اَشعریؓ کو اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاصؓ کو حَکَم مقرر کیا، اِن دونوں حکموں کا فیصلہ حضرت علیؓ کے خلاف ہوا۔

اِس لڑائی کی بنیاد یہ تھی کہ حضرت معاویہؓ حضرت عثمانؓ کا قصاص چاہتے تھے اور حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ بلوائیوں کی قوت زیادہ ہے ابھی اُن سے قصاص نہیں لیا جا سکتا۔حضرت معاویہؓ کہتے تھے

---

[1] تاریخ کی کتابوں میں اِس واقعہ کو ''تحکیم'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یعنی دونوں طرف سے لوگوں نے دو فیصل مقرر کر کے اُن کے فیصلے پر عمل کرنے کا وعدہ کیا تھا۔

کہ آپ اُن کے درمیان سے ہٹ جائیں تو میں ابھی اُن سے قصاص لے لوں۔ اِسی بات میں اِس قدر طول ہوا کہ فوج کشی کی نوبت آگئی۔

اِس لڑائی میں بھی نہ حضرت علیؓ نے اپنے مقابل والوں کی تکفیر و تفسیق کی نہ حضرت معاویہؓ نے، اور یہ بالکل اِفتراء ہے کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ پر لعنت کا حکم دیا تھا۔

اِس لڑائی کے واقعات بھی بتاتے ہیں کہ لڑائی ہوئی تو مگر دِلوں میں بغض وعناد یا نیتوں میں فتور ہرگز نہ تھا۔ دو ایک واقعہ حسبِ ذیل ہیں :

دورانِ جنگ حضرت اَبو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھے، روزانہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دسترخوان پر جا کر کھانا کھاتے تھے۔ ایک روز ایک شخص نے کہا کہ اے اَبو ہریرہؓ آپ کی عجیب حالت ہے نماز حضرت علیؓ کے پیچھے پڑھتے ہیں اور اُن ہی کے ساتھ ہو کر لڑتے ہیں اور کھانا یہاں آکر کھاتے ہیں۔ حضرت اَبو ہریرہؓ نے کہا کہ نماز اُنہیں کے پیچھے اچھی ہوتی ہے اور خلیفۂ برحق وہی ہیں لہٰذا جہاد بھی اُن ہی کے ساتھ ہو کر اچھا ہے اِس لیے نماز بھی وہیں پڑھتا ہوں اور جہاد بھی اُن ہی کے ساتھ ہو کر کرتا ہوں مگر کھانا تمہارے یہاں اچھا ہوتا ہے لہٰذا کھانا تمہارے یہاں آکر کھاتا ہوں، حضرت معاویہؓ سنتے رہے اور مسکراتے رہے۔ (تطہیر الجنان)

درواانِ جنگ یہ خبر آئی کہ مضافاتِ رُوم میں کوئی چھوٹی سی ریاست عیسائیوں کی جو باقی رہ گئی تھی اُس نے دیکھا کہ اِس وقت مسلمانوں میں دو فریق ہوگئے ہیں اور آپس میں لڑ رہے ہیں، یہ بڑا اچھا موقع ہے کہ مدینہ منورہ پر قبضہ کر لیا جائے چنانچہ اُس نے تیاری شروع کر دی، حضرت معاویہؓ نے فورًا اُس کو خط لکھا کہ ''اے رُومی کتے ! تو ہماری آپس کی لڑائی سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتا، جس وقت تو مدینہ کی طرف رُخ کرے گا تو خدا کی قسم علیؓ کے لشکر سے جو پہلا سپاہی تیری سرکوبی کے لیے نکلے گا اُس کا نام معاویہؓ بن اَبی سفیان ہوگا۔'' اِس خط کے پہنچنے پر اُس عیسائی کی ہمت پست ہوگئی۔ (تاریخ طبری)

لڑائی کے بعد حضرت علیؓ سے حضرت معاویہؓ کے متعلق اور حضرت معاویہؓ سے حضرت علیؓ کے متعلق اچھے کلمات منقول ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اے لوگو ! معاویہؓ کی حکومت کو برا نہ سمجھو، خدا کی

قسم جب وہ نہ رہیں گے تو دُنیا میں سخت بداَمنی پھیلے گی۔(اِزالۃ الخفاء)

نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک گشتی فرمان کے ذریعہ سے عام طور پر یہ اِعلان کیا کہ ''اہلِ شام کا اور ہمارا خدا ایک، نبی ایک، اللہ اور اُس کے رسول اور قیامت پر اِیمان رکھنے میں نہ وہ ہم سے زیادہ نہ ہم اُن سے زیادہ، ہمارا اور اُن کا معاملہ بالکل ایک ہے، اِختلاف صرف خونِ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہے، تو اللہ جانتا ہے کہ میں اُس خون سے بری ہوں۔''(نہج البلاغہ)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک خط میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لکھا ہے کہ اَمَّا شَرْفُکَ فِی الْاِسْلَامِ وَ قَرَابَتُکَ مِنَ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامِ فَلَسْتُ اَدْفَعُہٗ یعنی آپ کی بزرگی جو اِسلام میں ہے اور آپ کی جو قرابت نبی علیہ السلام سے ہے، میں اُس کا منکر نہیں ہوں۔(شرح نہج البلاغہ اِبن میسم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت :

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر رسولِ خدا ﷺ نے پہلے ہی دے دی تھی چنانچہ ایک روز حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خود فرمایا کہ

> ''اے علی رضی اللہ عنہ ! اَگلوں میں سب سے زیادہ شقی وہ تھا جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اُونٹنی کے پیر کاٹے تھے اور پچھلوں میں سب سے زیادہ شقی وہ ہے جو تمہاری داڑھی کو تمہارے سر کے خون سے رنگین کرے گا۔''

واقعہ آپ کی شہادت کا یوں ہوا کہ جنگِ نہروان کے بعد تین خارجی مکہ معظّمہ میں جمع ہوئے، عبدالرحمن بن ملجم، برک بن عبداللہ اور عمرو بن بکیر۔اور اِن تینوں میں باہم یہ معاہدہ ہوا کہ تینوں شخصوں کو قتل کر دینا چاہیے علی بن اَبی طالب رضی اللہ عنہ، معاویہ رضی اللہ عنہ بن سفیان اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ تاکہ خدا کے بندوں کو اِن کے مظالم سے راحت مِل جائے۔ اِبن ملجم نے کہا میں علی رضی اللہ عنہ کا کام اپنے ذمہ لیتا ہوں، برک نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا ذمہ لیا اور عمرو بن بکیر نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا۔اور سب نے یہ بھی طے کیا کہ تینوں شخص اپنا کام ایک ہی تاریخ میں کریں یعنی گیارہویں رمضان کو یا سترہویں رمضان کو، اِس معاہدہ کے

بعد اِبن ملجم تو کوفہ پہنچا اور وہ دونوں ملکِ شام گئے۔ وہ دونوں تو اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوئے مگر اِبن ملجم اپنی مراد شقاوت بنیاد میں کامیاب ہو گیا۔

حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ فجر کی نماز کے لیے بہت سویرے مسجد میں تشریف لے جاتے تھے اور راستے میں اَلصَّلٰوۃُ اَلصَّلٰوۃُ کہتے ہوئے جاتے تھے۔ اِسی دِن اِبن ملجم راستے میں چھپ کر بیٹھ گیا، بس جیسے ہی آپ مسجد کے قریب پہنچے ہیں اُس نے آپ کی پیشانی مبارک پر تلوار ماری جو دماغ تک تیر کر گئی اور خون سے آپ نہا گئے، داڑھی آپ کی خون سے تر ہوگئی۔ حضرت اِمام حسنؓ فرماتے تھے کہ میں پیچھے پیچھے چلا آرہا تھا یکایک مجھے تلوار کی چمک محسوس ہوئی اور اَمیر المومنینؓ کو زمین پر گرتے ہوئے دیکھا اور یہ فرماتے ہوئے کہ فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ قسم ہے ربِ کعبہ کی کہ میری آرزو پوری ہوگئی۔

جس صبح کو یہ واقعہ ہوا اُس شب میں آپ نے ایک خواب دیکھا اور حضرت حسنؓ سے یہ فرمایا کہ آج میں نے رسولِ خدا ﷺ کو خواب میں دیکھا اور میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! آپ کی اُمت سے مجھے بہت اَذیت پہنچی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اُن کے لیے بددُعا کرو، تو میں نے کہا یااللہ مجھے اِن کے بدلے میں اچھے لوگ عنایت کر اور اُن کو میرے بدلے کوئی برا شخص دے۔

اِس واقعہ کے بعد چاروں طرف سے لوگ دوڑ پڑے اور اِبن ملجم پکڑ لیا گیا۔ حضرت علی مرتضٰیؓ نے اپنے سامنے اُس کو قتل نہیں ہونے دیا اور فرمایا اگر میں اچھا ہو گیا تو پھر مجھے خود اِختیار ہوگا، چاہوں گا تو سزا دُوں گا اور چاہوں گا تو معاف کر دُوں گا لیکن اگر میں اچھا نہ ہوا تو پھر یہ کرنا کہ اُس نے ایک ضرب ماری تھی تم بھی اِس کو ایک ہی ضرب مارنا۔

یہ واقعہ جمعہ کے دِن ہوا تھا اور شب یکشنبہ میں آپ نے وفات پائی۔ آپ کے بعد اِبن ملجم کو بہت بری طرح قتل کیا گیا، اُس کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے، اُس کی زبان بھی کاٹی گئی، اُس کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری گئیں اِس کے بعد وہ آگ میں جلا دیا گیا۔

آپ کے مدفن میں اِختلاف ہے مگر مشہور قول یہی ہے کہ آپ کا مزار مبارک نجف میں ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعض اَوصاف :

ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے عہدِ خلافت میں ضرار اسدی رحمہ اللہ سے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اَصحاب میں سے تھے درخواست کی کہ اے ضرار ! علی رضی اللہ عنہ کے کچھ اَوصاف بیان کرو۔ضرار نے پہلے تو کچھ عذر کیا اُس کے بعد کہا کہ اَمیر المومنین سنیے :

اللہ کی قسم علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بڑے طاقتور تھے، فیصلے کی بات کہتے تھے اور اِنصاف کے ساتھ حکم دیتے تھے،علم اُن کے اَطراف و جوانب سے بہتا تھا اور حکمت اُن کے گرد سے ٹپکتی تھی۔دُنیا اور اُس کی تازگی سے متوحش ہوتے تھے اور رات کی تنہائیوں اور وحشتوں سے اُنس حاصل کرتے تھے، روتے بہت تھے اور فکر میں زیادہ رہتے تھے،لباس اُن کو وہی پسند تھا جو کم قیمت ہو اور کھانا وہی مرغوب تھا جو اَدنیٰ درجہ کا ہو، ہمارے درمیان بالکل مساویانہ زندگی بسر کرتے تھے اور جب ہم کچھ پوچھتے تو جواب دیتے تھے اور باوجودیکہ ہم اُن کے مقرب تھے مگر اُن کی ہیئت کے سبب اُن سے بات کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی، وہ ہمیشہ اہلِ دین کی تعظیم کرتے تھے اور مساکین کو اپنے پاس بٹھلاتے تھے،کبھی کوئی طاقتور اپنی طاقت کی وجہ سے اُن سے ناجائز فائدہ اُٹھانے کی اُمید نہ کرسکتا تھا اور کوئی کمزور اُن کے اِنصاف سے مایوس نہیں ہوتا تھا۔

خدا کی قسم ! میں نے اُن کو بعض اَوقات دیکھا کہ جب رات ختم ہونے کو ہوتی تھی تو اپنی داڑھی پکڑ کر اِس طرح بے قرار ہوتے تھے جیسے کوئی مار گزیدہ بے چین ہوتا ہے اور بہت دردناک آواز میں روتے تھے اور فرماتے تھے اے دُنیا ! میرے سوا کسی اور کو فریب دے تو میرے سامنے کیوں آتی ہے مجھے کیوں شوق دِلاتی ہے، یہ بات بہت دُور ہے، میں نے تجھ کو تین طلاقِ بائنہ دے دی ہیں جن میں رُجوع نہیں ہوسکتا، تیری عمر کم ہے اور تیری قدر و منزلت بہت حقیر ہے، آہ ! زادِ راہ کم ہے اور سفر لمبا ہے اور راستہ وحشت ناک۔

یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہنے لگے، اللہ کی رحمت نازل ہو اَبو الحسن پر

اللہ کی قسم وہ ایسے ہی تھے۔ اِس کے بعد حضرت معاویہؓ نے ضرار سے پوچھا، تم کو علیؓ کی شہادت سے کیسا رنج ہوا، ضرارؒ نے کہا کہ جیسے کسی ماں کا ایک ہی فرزند ہو اور وہ اُس کی گود میں ذبح کر دیا جائے۔

آپ کے زُہد اور جفاکشی اور تنگیٔ معیشت کے عجیب عجیب حالات ہیں جن کو دیکھ کر رونا آتا ہے اور دُنیا سے دِل سرد ہو جاتا ہے۔

ذہن آپ کا نہایت تیز تھا، فیصلہ نہایت عمدہ کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جماعت میں قاضی بننے کی صلاحیت علیؓ میں سب سے زیادہ ہے۔ آپ کے نہایت عجیب وغریب فیصلے رسولِ خدا ﷺ اور شیخینؓ کے زمانے کے منقول ہیں اور ایک بڑا ذخیرہ اِزالۃ الخفاء میں بھی ہے۔

آپ سے کرامات وخوارقِ عادات کا بھی ظہور ہوا ہے۔ معارفِ توحید کے بیان میں بھی آپ ممتاز مرتبہ رکھتے تھے۔ حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے تھے کہ صحابہ کرامؓ کے طبقے میں اِن معارف کا بیان سب سے پہلے آپ ہی نے کیا لیکن آپ نے جو کچھ بیان فرمایا وہ سنتِ اَنبیاء کے مطابق ہے، بعد میں جاہل صوفیوں نے اِن باتوں کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔

تصوف میں آپ کا پایا بہت بلند ہے یوں تو تزکیۂ باطن تمام صحابہ کرامؓ کو حاصل تھا۔ رسولِ خدا ﷺ کی صفت قرآنِ مجید میں ﴿وَیُزَکِّیْھِمْ﴾ اِرشاد ہوئی ہے مگر پھر اپنی اپنی اِستعداد کے موافق باہم فرقِ مراتب تھا۔ حضرت علی مرتضیٰؓ اِس صفت میں ایسی فوقیت رکھتے تھے کہ حضراتِ شیخینؓ کے بعد اِس وصف میں آپ کا درجہ قرار دیا جاتا تھا۔

حضرت علی مرتضیٰؓ کے بعض کلماتِ طیبات :

☆ فرماتے تھے کہ ''بندے کو چاہیے کہ سوائے اپنے رب کے کسی سے اُمید نہ رکھے اور اپنے گناہوں کے سوا کسی چیز کا خوف نہ کرے۔''

☆ فرماتے تھے کہ ''جو کسی بات کو نہ جانتا ہو، اُس کو سیکھنے میں شرم نہ کرنی چاہیے اور جب کسی سے ایسا مسئلہ پوچھا جائے جس کا اُسے علم نہ ہو تو اُس کو بے تکلف کہہ دینا چاہیے کہ اَللّٰہُ اَعْلَمُ''

☆ فرماتے تھے کہ ''مبارک ہو اُس بندے کو جو گمنام ہو وہ لوگوں کو جانتا ہو مگر لوگ اُس کو نہ جانتے ہوں، اللہ کی رضا مندی اُس کو حاصل ہو۔ ایسے ہی لوگ ہدایت کے چراغ ہیں، اُن کی برکت سے تاریک فتنے دُور ہوتے ہیں، اللہ اُن کو اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے۔ یہ لوگ اپنی حالت کا اِظہار کرنے والے اور کسی کی بدگوئی کرنے والے نہیں ہوتے اور نہ بے مروت و ریاکار ہوتے ہیں۔''

☆ ایک روز آپ قبرستان میں بیٹھے تھے کسی نے کہا ''اے اَبوالحسن ! آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں تو فرمایا کہ ''میں اِن لوگوں کو بہت اچھا ہمنیشن پاتا ہوں یہ کسی کی بدگوئی کرنے والے نہیں ہوتے اور آخرت کی یاد دِلاتے ہیں۔''

☆ فرماتے تھے کہ ''لوگ سو رہے ہیں، جب مریں گے اُس وقت بیدار ہوں گے۔''

☆ فرماتے تھے کہ ''جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔''

☆ فرماتے تھے کہ ''اگر عالمِ غیب کے پردے ہٹا دیے جائیں تو میرے یقین میں زیادتی نہ ہوگی۔''

☆ فرماتے تھے کہ ''ہر اِنسان اپنے زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے۔''

☆ فرماتے تھے کہ ''جس کی زبان شیریں ہوگی، اُس کے بھائی بہت ہوں گے۔''

☆ فرماتے تھے کہ ''اُس شخص کو نہ دیکھو جس کا کلام ہے بلکہ خود کلام کو دیکھو۔''

☆ فرماتے تھے کہ ''اِحسان زبان کو قطع کر دیتا ہے۔''

☆ فرماتے تھے کہ ''جب دُشمن پر تم کو قابو حاصل ہو تو اُس قابو پانے کا شکر یہ یہ ہے کہ اُس کا قصور معاف کر دو۔''

☆ فرماتے تھے کہ ''جو شخص کسی بات کو دِل میں چھپاتا ہے وہ اُس کی زبان کی جنبش سے اور اُس کی صورت سے ظاہر ہو جایا کرتی ہے۔''

☆ فرماتے تھے کہ ''علم اَدنیٰ کو اَعلیٰ کر دیتا ہے اور جہل اَعلیٰ کو اَدنیٰ کر دیتا ہے۔ علم مال سے بہتر ہے کیونکہ علم تمہاری حفاظت کرے گا اور مال کی حفاظت تم کو کرنا پڑے گی۔''

☆ فرماتے تھے کہ ''اِیمان کی علامت یہ ہے کہ جہاں سچ بولنے سے نقصان کا اَندیشہ ہو، وہاں بھی سچ بولو۔''

☆ فرماتے تھے کہ '' آزاد کو بھی غلام بنایا جا سکتا ہے۔''

☆ فرماتے تھے کہ ''جب تقدیر کا معاملہ آجاتا ہے تو تدبیر رائیگاں ہو جاتی ہے۔''

☆ فرماتے تھے کہ ''بخیل جلد فقیر ہو جاتا ہے، دُنیا میں تو فقیروں جیسی زندگی بسر کرتا ہے اور آخرت میں اُس کو مالداروں کی طرح حساب دینا پڑے گا۔''

☆ فرماتے تھے کہ ''اَحمق ہمیشہ محتاج رہتا ہے اور عقلمند ہمیشہ غنی رہتا ہے اور لالچی ہمیشہ ذلت میں بندھا ہوا رہتا ہے۔''

☆ فرماتے تھے کہ ''طمع کی چکا چوند میں عقل گر جاتی ہے۔''

☆ آخری وصیت میں فرمایا کہ ''اے لوگو ! اللہ کی توحید پر قائم رہنا، کسی کو خدا کا شریک نہ بنانا اور محمد ﷺ کی سنت پر عمل کرنا، اگر یہ دونوں کام تم نے کر لیے تو ہر برائی تم سے دُور رہے گی۔''

☆ ''توحید اور سنت دین کے دو ستون ہیں اور دو مشعلِ تاباں راہِ ہدایت کی ہیں۔''

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں چند آیات و اَحادیث :

قرآنِ مجید کی جن آیات میں مہاجرین رضی اللہ عنہم کی تعریف ہے اور اُن کا مستحقِ خلافت ہونا بیان فرمایا گیا ہے اُن سب آیات سے آپ کے بھی فضائل ثابت ہوتے ہیں کیونکہ آپ سابقین مہاجرین رضی اللہ عنہم میں سے ہیں، اِن کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ آپ کی فضیلت کسی آیت سے تاوقتیکہ اُس کے ساتھ ضعف و موضوع روایات نہ مِلائی جائیں ثابت نہیں ہوتی۔

اَحادیث اَلبتہ خاص آپ کے فضائل میں بہت ہیں مگر اُن میں صحیح روایات کم ہیں ضعیف و موضوع زیادہ ہیں۔ اِس موقع پر ہم صرف صحیح اور اَحسن روایتوں کو ذکر کرتے ہیں :

☆ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ . (بخاری و مسلم)

''حضرت سعد بن اَبی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم میری طرف سے اِس مرتبہ پر ہو جس مرتبہ پر ہارون موسٰی کی طرف سے تھے مگر بات یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔''

☆ عَنْ زِرِّبْنِ حُبَیْشٍ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّۃَ وَبَرَءَ النَّسَمَۃَ اِنَّہٗ لَعَھِدَ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ ﷺ اِلَیَّ اَنْ لَّا یُحِبُّنِیْ اِلَّامُؤْمِنٌ وَلَایُبْغِضُنِیْ اِلَّامُنَافِقٌ ۔ (رواہ مسلم)

''حضرت زِر بن حبیشؒ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم ہے اُس کی جس نے دانے کو پھاڑ کر درخت نکالا اور جان کو پیدا کیا، نبی اُمی ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ مجھ سے وہی محبت کرے گا جو مومن ہوگا اور مجھ سے وہی بغض رکھے گا جو منافق ہوگا۔''

☆ عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ یَوْمَ خَیْبَرَ لَاُعْطِیَنَّ ھٰذِہِ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدِہٖ یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ کُلُّھُمْ یَرْجُوْنَ اَنْ یُّعْطَاھَا فَقَالَ اَیْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالُوْا ھُوَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ یَشْتَکِیْ عَیْنَیْہِ قَالَ فَاَرْسِلُوْا اِلَیْہِ ، فَاُتِیَ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِیْ عَیْنَیْہِ فَبَرَاَ حَتّٰی کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ بِہٖ وَجْعٌ فَاَعْطَاہُ الرَّایَۃَ. (متفق علیہ)

''حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے جنگ خیبر کے دِن فرمایا کہ کل میں یہ جھنڈا ایسے شخص کو دُوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ فتح دے گا وہ شخص اللہ سے اور اُس کے رسول سے محبت رکھتا ہوگا اور اللہ اور اُس کا رسول اُس سے محبت رکھتا ہوگا پھر جب صبح ہوئی تو لوگ رسولِ خدا ﷺ کے پاس گئے سب لوگ اِس بات کی اُمید رکھتے تھے کہ جھنڈا اُس کے ہاتھ میں دیا جائے گا مگر آپ

نے پوچھا کہ علی اِبن طالب کہاں ہیں ؟ لوگوں نے کہا کہ اُن کی آنکھیں آشوب کی ہوئی ہیں، آپ نے فرمایا اُن کو بلواؤ چنانچہ وہ لائے گئے رسولِ خدا ﷺ نے اُن کی آنکھوں میں اپنا لعابِ دہن لگا دیا تو وہ اچھے ہوگئے گویا کہ کوئی تکلیف تھی ہی نہیں پھر آپ ﷺ نے جھنڈا اُن کو دیا۔''

☆ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ وَھُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ . (رواہ الترمذی)

''حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ علی میرے ہیں اور میں اُن کا ہوں اور وہ تمام مومنوں کے محبوب ہیں۔''

☆ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ کُنْتُ اِذَا سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَعْطَانِیْ وَاِذَا سَکَتُّ اِبْتَدَأَ. (رواہ الترمذی)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں رسولِ خدا ﷺ سے کچھ مانگتا تھا تو مجھے دیتے تھے اور جب میں چپ ہو جاتا تھا تو آپ خود کلام کی اِبتداء کرتے تھے۔''

☆ عَنْ اُمِّ عَطِیَّۃَ قَالَتْ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ جَیْشًا فِیْھِمْ عَلِیٌّ قَالَتْ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَھُوَ رَافِعٌ یَدَیْہِ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ لَا تُمِتْنِیْ حَتّٰی تُرِیَنِیْ عَلِیًّا . (رواہ الترمذی)

''حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ایک لشکر کہیں بھیجا جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے تو میں نے رسولِ خدا ﷺ کو ہاتھ اُٹھائے ہوئے یہ دُعا مانگتے سنا کہ یا اللہ ! مجھے موت نہ دینا جب تک علیؓ کو (واپس آتا) نہ دیکھ لوں۔''

☆ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ رَحِمَ اللّٰہُ اَبَابَکْرٍ زَوَّجَنِیْ اِبْنَتَہٗ وَحَمَلَنِیْ اِلٰی دَارِالْھِجْرَۃِ وَصَحِبَنِیْ فِی الْغَارِ وَاَعْتَقَ بِلَالًا مِنْ مَالِہٖ ، رَحِمَ اللّٰہُ عُمَرَ یَقُوْلُ

اَلْحَقَّ وَاِنْ کَانَ مُرًّا تَرَکَهُ الْحَقُّ وَمَالَهٗ صَدِیْقٌ ، رَحِمَ اللّٰهُ عُثْمَانَ یَسْتَحْیِ مِنْهُ الْمَلٰئِکَةُ ، رَحِمَ اللّٰهُ عَلِیًّا اَللّٰهُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَهٗ حَیْثُ دَارَ . (رواہ الترمذی)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا اللہ اَبوبکرؓ پر رحم کرے اُنہوں نے اپنی لڑکی کا نکاح میرے ساتھ کردیا اور مجھے دارُالہجرت (مدینے) تک سوار کرکے لائے اور غار میں میری رفاقت کی اور بلالؓ کو اپنے مال سے آزاد کیا۔ اللہ عمرؓ پر رحم کرے وہ سچ کہتے ہیں اگرچہ تلخ ہو، حق نے اِس حال میں چھوڑ دیا ہے کہ اُن کا کوئی دوست نہیں۔ اللہ عثمانؓ پر رحم کرے اُن سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔ اللہ علیؓ پر رحم کرے، اے اللہ! حق اُسی طرف پھیر دے جس طرف علیؓ پھریں۔''

☆ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ فِی الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِی الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِی الْجَنَّةِ وَعَلِیٌّ فِی الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِی الْجَنَّةِ وَالزُّبَیْرُ فِی الْجَنَّةِ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِی الْجَنَّةِ وَسَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ فِی الْجَنَّةِ وَسَعِیْدُ بْنُ زَیْدٍ فِی الْجَنَّةِ وَاَبُوْعُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِی الْجَنَّةِ . (رواہ الترمذی)

''حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اَبوبکرؓ جنت میں جائیں گے اور عمرؓ جنت میں جائیں گے اور عثمانؓ جنت میں جائیں گے اور علیؓ جنت میں جائیں گے اور طلحہؓ جنت میں جائیں گے اور زبیرؓ جنت میں جائیں گے اور عبدالرحمن بن عوفؓ جنت میں جائیں گے اور سعد بن اَبی وقاصؓ جنت میں جائیں گے اور سعید بن زیدؓ جنت میں جائیں گے اور اَبوعبیدہ بن الجراحؓ جنت میں جائیں گے۔''

☆ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْکَ مَثَلٌ مِّنْ عِیْسٰی اَبْغَضَتْهُ الْیَهُوْدُ حَتّٰی بَهَتُوْا اُمَّهٗ وَاَحَبَّتْهُ النَّصَارٰی حَتّٰی اَنْزَلُوْهُ بِالْمَنْزِلَةِ الَّتِیْ لَیْسَتْ لَهٗ ثُمَّ قَالَ

يَهْلِكُ فِيَّ رَجُلَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ يُقَرِّظُنِيْ بِمَا لَيْسَ فِيَّ وَمُبْغِضٌ يَحْمِلُهٗ شَنَأَنِيْ عَلٰى اَنْ يَّبْهَتَنِيْ . (رواہ احمد)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تم میں کچھ مشابہت عیسٰی کی ہے، اُن سے یہودیوں نے بغض کیا یہاں تک کہ اُن کی ماں پر بہتان لگایا اور نصارٰی نے اُن سے محبت کی یہاں تک کہ اُن کو اِس مرتبہ پر پہنچادیا جس پر وہ نہ تھے۔ پھر علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے متعلق دو قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے ایک محبت میں غلو کرنے والا جو میری ایسی تعریف کرے گا جو مجھ میں نہیں ہے اور دُوسرا بغض رکھنے والا کہ میری عداوت اُس کو میرے اُوپر بہتان لگانے پر آمادہ کرے گی۔''

ف : یہ قول حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کہ میرے متعلق دو گروہ ہلاک ہوں گے ایک وہ جو میری محبت میں غلو کرے گا، دُوسرا وہ جو مجھ سے بغض رکھے گا متعدد سندوں کے ساتھ منقول ہے حتی کہ کتبِ شیعہ میں بھی موجود ہے۔

نہج البلاغہ میں کئی مقام پر یہ قول بعبارت مختلفہ مذکور ہے، ایک مقام پر یہ بھی ہے کہ میرے متعلق جو متوسط گروہ کا عقیدہ ہے وہی اچھا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ سوادِ اَعظم یعنی اِسلام کی بڑی جماعت کی پیروی کرو۔ اِس قول سے معلوم ہوا کہ اہلِ سنت والجماعت کا جو اِعتقاد آپ کے متعلق ہے وہی حق ہے کیونکہ درمیانی گروہ یہی ہے اور ''خوارج'' اور ''روافض'' دونوں ہلاک ہونے والے ہیں۔

خوارج نے اُن سے عداوت کی یہاں تک کہ اُن کے اِیمان کا ہی اِنکار کردیا۔ اور روافض نے اُن کی شان میں اِتنا غلو کیا کہ اُن کے ایک فرقے نے اُن کو خدا مان لیا اور کم سے کم غلو جس فرقے میں ہے وہ ''اَثنا عشریوں'' کا ہے مگر اُن کی بھی یہ حالت ہے کہ وہ آپ کو ہر صفت میں رسولِ خدا ﷺ کا مثل مانتا ہے اور دَر پردہ ختمِ نبوت کا منکر ہے اور دُوسرے اَنبیاء سے آپ کو اَفضل کہتا ہے۔

حضرت عیسٰی علیہ الصلوۃ السلام سے آپ کی مشابہت یہاں تک ہے کہ جس طرح حضرت عیسٰی

علیہ السلام کے دُشمنوں کا گروہ پہلے پیدا ہوا اور اُن کی محبت میں غلو کرنے والے بعد میں نمایاں ہوئے، اِسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دُشمن یعنی خوارج پہلے ظاہر ہوئے اور اُن کے بعد روافض کا وجود ہوا اور جو نسبت یہود و نصاریٰ میں ہے بالکل وہی نسبت خوارج و روافض میں ہے یعنی جس طرح یہود ایک سچے کے منکر اور نصارٰی مشرک ہیں، اِسی طرح خوارج بھی ایک سچے کا اِنکار کر رہے ہیں اور روافض شرک میں گرفتار ہیں، بعض مشرک فی الالوہیئت ہیں اور بعض مشرک فی النبوت ہیں اور جس طرح اہلِ اِسلام یہود و نصارٰی کے وسط میں ہیں بالکل اِسی طرح اہلِ سنت والجماعت خوارج و روافض کے درمیان میں ہیں، فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ .

☆ عَنْ عُمَرَ قَالَ مَا اَحَدٌ اَحَقَّ بِھٰذَا الْاَمْرِ مِنْ ھٰؤُلَاءِ النَّفَرِ الَّذِیْنَ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَھُوَ عَنْھُمْ رَاضٍ فَسَمّٰی عَلِیًّا وَعُثْمَانَ وَالزُّبَیْرَ وَطَلْحَۃَ وَسَعْدًا وَعَبْدَالرَّحْمٰنِ . (رواہ البخاری)

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے فرمایا خلافت کا حقدار اُن لوگوں سے زیادہ کوئی نہیں جن سے رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک راضی رہے پھر آپ نے علی اور عثمان اور زبیر اور طلحہ اور سعد اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہم کا نام لیا۔"

ف : مقصود یہ ہے کہ اِن چھ حضرات کو علاوہ قابلیت کے رسولِ خدا ﷺ کی رضامندی کی دولت بھی حاصل ہے مگر اِس سے دُوسروں کی نفی مقصود نہیں۔

ضرورتِ رِشتہ

سیّدہ، عالمہ، ایف اے، ویکشنل ڈپلومہ ہولڈر، باپردہ کے لیے دیوبندی، سیّد، معقول آمدن اور ذاتی رہائش والے کا لاہور شہر سے رِشتہ درکار ہے۔

رابطہ نمبر : 0333-4678-830

قسط : ۹

اِسلامی معاشرت

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری، اِنڈیا ﴾

میاں بیوی کے تعلقات :

پہلے یہ بات آ چکی ہے کہ عقدِ نکاح زوجین کے درمیان ''رفاقتِ حیات'' کا ایک پختہ عقد ہے جس کی مکمل کامیابی کے لیے دونوں میں محبت وتعلق اور حسنِ معاشرت کے جذبات پائے جانے ضروری ہیں، اِسلام نے اِس نکتہ پر خصوصی توجہ دی ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ حسنِ معاشرت کی تعلیمات اِسلام کی اَبدی تعلیمات میں اِمتیازی حیثیت رکھتی ہیں قرآنِ کریم میں متعدد جگہ اِس کی تعلیم دی گئی ہے، اِرشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿ وَعَاشِرُوْ هُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ﴾ (سُورۃ النساء :آیت۹)

''اور گزران کرو عورتوں کے ساتھ اچھی طرح۔''

نیز میاں بیوی کے حقوق کے بارے میں فرمایا گیا :

﴿ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ ﴾ (البقرۃ : ۲۸۸)

''اور عورتوں کا بھی حق ہے جیسا کہ مردوں کا اِن پر حق ہے دستور کے موافق اور مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔''

اور حدیث میں مردوں کے بارے میں فرمایا گیا کہ

''تم میں سے بہتر لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں کی نظر میں اچھے ہیں۔'' (ریاض الصالحین ۱۴۰)

اِس سے معلوم ہوا کہ اپنی بیویوں کے ساتھ حسنِ اَخلاق سے پیش آنا رحمتِ خداوندی کے حصول کا ذریعہ اور برکتوں کے نزول کا سبب ہے۔

شوہر کے لیے نبوی ہدایات :

شوہر کو اللہ تعالیٰ نے بیوی پر حاکم بنایا ہے (سورۂ نساء ۳۴) ۔ اِس کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ ایک عادِل اور منصف حاکم کی طرح بیوی کے ساتھ معاملہ کرے یعنی اُس کے جو بھی حقوق اپنے ذمہ میں آتے ہیں اُن کو پوری طرح اَدا کرے اور بیوی کے ذمہ جو حقوق ہیں اُن سے زیادہ کا اُس سے طالب نہ ہو، اگر ایسا نہیں کیا جائے گا تو کبھی بھی اَزدواجی زندگی خوشگوار نہیں گزر سکتی۔

ذیل میں چند اہم اَحادیثِ مبارکہ کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے جن میں مردوں کو خطاب کرتے ہوئے اُنہیں عورتوں کے ساتھ حسنِ معاملہ کی تلقین کی گئی ہے۔

حضرت اَبو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اِرشاد فرمایا :

''عورتوں کے ساتھ اچھی طرح پیش آؤ کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی کا سب سے ٹیڑھا حصہ اُس کا اُوپری ہوتا ہے، پس اگر تم اُسے سیدھا کرنے کی کوشش کروگے تو تم اُسے توڑ دوگے اور اگر چھوڑ دوگے تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی لہٰذا عورتوں سے اچھا معاملہ کرتے رہو۔'' (ریاض الصالحین ص ۱۳۴)

مطلب یہ ہے کہ عورتوں میں فطرتاً کچھ عقلی ضعف رکھا گیا ہے جس کی بنا پر بسا اَوقات اُن کے طرزِ عمل سے مرد برافروختہ ہوجاتا ہے اور اِنتہائی قدم اُٹھانے کی ٹھان لیتا ہے ایسے وقت میں سنجیدگی سے کام لے کر اور نرمی دِکھا کر معاملہ کو ٹوٹنے سے بچانے کی فکر کرنی چاہیے۔

آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا :

''خبردار ہوجاؤ ! اور اپنی عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اِس لیے کہ وہ تمہارے پاس (گویا کہ) قید ہیں۔ تم اُن کے اُوپر سوائے اِستمتاع وغیرہ کے کسی چیز کے مالک نہیں ہو مگر یہ کہ وہ کوئی کھلی ہوئی بے حیائی کا اِرتکاب کریں تو اُنہیں اُن کی خواب گاہوں میں (اَکیلا) چھوڑ دو اور اُنہیں حدود میں رہ کر مارو (یعنی زیادہ شدید مار نہ مارو) اگر وہ تمہاری فرمانبردار ہوجائیں تو اُن پر بہانے نہ تراشو۔ اور

خوب غور سے سنو کہ تمہارا حق عورتوں پر یہ ہے کہ تمہارے بستروں پر تمہارے ناپسندیدہ لوگوں کو نہ بٹھائیں اور ایسے لوگوں کو تمہارے گھر میں آنے کی اِجازت نہ دیں۔ اور عورتوں کا تم پر حق یہ ہے کہ تم اُن کا کھانا پینا اور لباس کا اچھی طرح خیال رکھو۔'' (ترمذی شریف)

ایک روایت میں ہے کہ

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ مالدار صحابی تھے اُنہوں نے یہ طے کرلیا کہ دِن میں روزے رکھیں گے اور رات بھر عبادت میں مشغول رہیں گے، اِسی درمیان اُن کی اہلیہ (جو کافی حسین و جمیل تھیں) بعض اَزواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس گئیں اُن کی بری حالت (سادہ کپڑے وغیرہ) دیکھ کر اِس کی وجہ دریافت کی۔ اِس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے جواب دیا کہ ہمارا عثمان رضی اللہ عنہ سے اَب کیا واسطہ، وہ دِن بھر روزے سے رہتے ہیں اور رات بھر عبادت کرتے ہیں۔ یہ بات اَزواج مطہرات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کردی چنانچہ جب حضرت عثمان بن مظعون صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن سے اِرشاد فرمایا ''اے عثمان! کیا میری زندگی میں تمہارے لیے کوئی اُسوہ اور نمونہ نہیں ہے ؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ! اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا اُسوہ ہے ؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا : تم رات بھر عبادت کرتے ہو اور دن میں روزے رکھتے ہو حالانکہ تمہاری اہلیہ کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے لہٰذا نماز بھی پڑھو اور سوؤ بھی، اور روزہ رکھو اور بے روزہ بھی رہو۔'' چنانچہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے اِس نصیحت پر عمل کیا۔ بعد میں جب اَزواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے اُن کی بیوی کو دیکھا تو خوب خوشبو لگائے ہوئے تھیں اور خوش تھیں۔ (مجمع الزوائد ۳۰۲)

یہ واقعہ ہم سب کے لیے نصیحت ہے ہم اِس پر تو سارا زور صرف کرتے ہیں کہ بیوی ہماری خدمت میں خون پسینہ ایک کردے لیکن ہمیں اِس کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے اِس طرف خاطر خواہ توجہ نہیں ہوتی اِسی بے توجہی سے شکوک وشبہات جنم لیتے ہیں اور بڑھتے بڑھتے بات تفریق اور طلاق تک پہنچ جاتی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے اِرشاد فرمایا :

''مؤمنین میں سب سے کامل اِیمان والا شخص وہ ہے جو سب سے اچھے اَخلاق والا اور اپنے اہل وعیال پر بہت مہربانی کرنے والا ہو۔'' (مظاہر حق ۳/۱۷۴)

اِن کے علاوہ اور بہت سی اَحادیث ہیں جن میں خود آنحضرت ﷺ کا اُسوۂ مبارکہ مذکور ہے کہ وہ کس طرح اَزواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے ساتھ معاملہ فرماتے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا : وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ یعنی میں اپنے گھر والوں کے لیے سب سے اچھا ہوں۔(مجمع الزوائد)

آپ ﷺ باقاعدہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ دِل لگی فرماتے ہر طرح اُن کی دِلداری کا خیال فرماتے ،کبھی موقع ہوتا تو اُن کے ساتھ کھیل میں حصہ بھی لیتے اور کبھی اُن کا دل خوش کرنے کے لیے کسی فوجی مشق وغیرہ کو اُنہیں بذاتِ خود دِکھانے کا اہتمام فرماتے تھے۔(مشکوۃ شریف)

آنحضرت ﷺ اُن کے ساتھ کھاتے پیتے اور ہر وہ طریقہ اِختیار فرماتے جس سے محبت میں اِضافہ اور اُلفت وموانست میں ترقی ہو۔آپ ﷺ اُن کے ساتھ اَدب اور اِعزاز سے پیش آتے حتی کہ جماع وغیرہ کے وقت بھی اِسے ملحوظ رکھتے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نہ میں نے کبھی حضور ﷺ کی شرمگاہ دیکھی نہ آپ ﷺ نے میری شرمگاہ کی طرف نظر فرمائی۔ آپ ﷺ نے اُمتیوں کو حکم دیا کہ جب وہ اپنی بیویوں کے پاس جائیں تو (اُن کا اِکرام کریں اور) حتی الامکان پردہ کریں اور جانوروں کی طرح پورے ننگے ہو کر جماع نہ کریں۔(باقی صفحہ ۶۰)

حاصلِ مطالعہ

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

حضرت اَبو عبیدہؓ نے لیا ہوا جزیہ واپس کر دیا :

سیّد صباح الدین عبدالرحمٰن تحریر فرماتے ہیں :

''شام پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا تو وہاں سے کچھ لوگ نکل کر اِنطاکیہ پہنچے اور اُس کے حکمران ہرقل کو ایک زبردست فوج لے کر حمص کی طرف بڑھنے کو آمادہ کیا جہاں حضرت اَبو عبیدہؓ اپنے ہمراہیوں اور اُن کے متعلقین کے ساتھ سکونت پذیر ہو چکے تھے۔ حضرت اَبو عبیدہؓ کو غنیم کے لشکر جرار کی خبر ملی تو مجلسِ مشاورت منعقد کی جس میں یزید بن اَبی سفیان نے رائے دی کہ وہ عورتوں اور بچوں کو شہر میں چھوڑ کر باہر لشکر آراء ہو جائیں، شرحبیل بن حسنہ نے اِس سے یہ کہہ کر اِختلاف کیا کہ ایسی حالت میں شہر کے عیسائی بچوں اور عورتوں کو مار ڈالیں گے یا دُشمنوں کے حوالہ کر دیں گے۔

یہ سن کر حضرت اَبو عبیدہؓ نے کہا تو پھر ہم عیسائیوں کو شہر سے نکال دیں، شرحبیل نے اِس کی بھی پر زور مخالفت یہ کہہ کر کی کہ جب ہم نے عیسائیوں کو اپنی پناہ میں لے لیا ہے اور اُن کو شہر میں اَمن واَمان سے رہنے کا حق دے دیا ہے تو نقضِ عہد کیونکر ہو سکتا ہے، حضرت اَبو عبیدہؓ نے اپنی غلطی تسلیم کر لی، اِس کے بعد یہ رائے ہوئی کہ حمص کو خالی کر کے دمشق کو محاذ بنایا جائے مگر حمص چھوڑنے سے پہلے حضرت اَبو عبیدہؓ نے حکم جاری کیا کہ اَب وہ اِس کے باشندوں کو دُشمنوں سے بچا نہیں سکتے، اِس لیے اُن سے جو جزیہ یا خراج لیا گیا تھا وہ اُن کو واپس کر دیا جائے کیونکہ جزیہ

حفاظت کی خاطر وصول کیا جاتا ہے، یہ حفاظت کی ذمہ داری ختم ہو رہی ہے اِس لیے ذمیوں کو اُن کی رقم واپس ملنی چاہیے، اِس حکم کے بعد کئی لاکھ کی رقم واپس کردی گئی، اُس رقم کی رَواداری نہ واپسی سے وہ بہت متاثر ہوئے، فتوح البدان میں ہے کہ اِس واپسی پر اہلِ حمص نے کہا ہمیں تمہاری حکومت اور تمہارا عدل اُس ظلم و جور سے بہت زیادہ محبوب ہے جس میں ہم تمہارے آنے سے قبل مبتلا تھے، ہم ہرقل کی فوج کی مدافعت کریں گے اور تمہارے عامل کے ساتھ مِل کر شہر کی حفاظت کریں گے، سنگدل یہودیوں نے بھی کہا توراۃ کی قسم ہرقل کا عامل حمص میں اُس وقت تک داخل نہیں ہوسکتا جب تک وہ ہمیں مغلوب نہ کرلے اور ہماری تمام کوششیں ضائع نہ ہوجائیں۔ (فتوح البلدان عربی ج ۱ ص ۱۴۴، اُردو ترجمہ ج ۱ ص ۲۲۱)

جزیہ کی رقم مفتوحہ اَضلاع میں واپس کردی گئی تو وہاں کے لوگ کہنے لگے :

''خدا تمہیں فتح عطا کرے اور دوبارہ ہم پر حکمران بنا کر واپس لائے آج اگر تمہاری جگہ رُومی ہوتے تو ہمیں کچھ بھی واپس نہ دیتے بلکہ اُلٹے ہر وہ چیز چھین لیتے جو ہمارے پاس باقی رہ گئی ہے اور ہمارے پاس کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔'' (کتاب الخراج فصل ۶ اُردو ترجمہ ۴۱۲ نیز دیکھو اَلفاروق ج ۱ ص ۱۲۸۔۱۲۷)''[1]

صحابۂ کرامؓ کی مذہبی رَواداری کا مظاہرہ :

سیّد صباح الدین تحریر فرماتے ہیں :

''۲۰ھ میں مصر پر اِسلام کا جھنڈا لہرایا تو وہاں کے مذہبی پیشواؤں کے سارے حقوق برقرار رکھے گئے، وہاں کا پٹریارک رُومیوں کے ظلم سے تیرہ برس تک جلا وطن ہوکر اِدھر اُدھر زندگی بسر کررہا تھا، حضرت عمروؓ بن العاص نے اُس کو تحریری

[1] اِسلام میں مذہبی رواداری ص ۹۹

اَمان دے کر واپس بلایا اور اُس کو اُس کا پرانا منصب عطا کیا۔'' (مقریزی ج ا ص۴۹۳ ، اَلفاروق ج ۲ ص۱۴۲۔۱۴۱)

''مصر ہی کے فتح کے موقع پر حضرت عمرو بن العاص نے لڑائیوں کی تلخیاں دِل سے بھلا دیں، جب وہاں کے عیسائیوں نے اُن کو اپنے یہاں مدعو کیا تو اپنے ہمراہیوں کے ساتھ دعوت میں شریک ہوئے اور پھر اُن کو اپنے یہاں جوابی دعوت میں مدعو کیا۔'' (اَلفاروق ج ا ص۱۲۰)

''۲۱ھ میں اِسکندریہ فتح ہوا تو وہاں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی ایک تصویر کی ایک آنکھ کو اِسلامی فوج کے کسی لشکری نے اپنے تیر سے پھوڑ ڈالا، عیسائیوں کو سخت تکلیف ہوئی، اُنہوں نے حضرت عمرو بن العاص کے پاس پہنچ کر یہ مطالبہ کیا کہ پیغمبر اِسلام کی تصویر بنا کر اُن کو دی جائے تاکہ وہ بھی اُس کی ایک آنکھ پھوڑ ڈالیں۔ حضرت عمرو بن العاص نے جواب دیا تصویر دینے کی کیا ضرورت ہے ہم لوگ موجود ہیں تم جس کی آنکھ چاہو پھوڑ ڈالو، پھر اپنا خنجر ایک عیسائی کے ہاتھ میں دے کر اپنی آنکھیں سامنے کر دیں، یہ سن کر عیسائی کے ہاتھ سے خنجر گر پڑا، اپنے دعوی سے یہ کہہ کر باز آیا کہ جو قوم اِس درجہ دلیر، فیاض اور بے تعصب ہو اُس سے اِنتقام لینا سخت بے رحمی اور بے قدری ہے۔ یہ واقعہ مصر کے ایک عیسائی بشپ سعید بن البطریق نے اپنی تاریخ مصر میں لکھا ہے جو چھپ چکی ہے، یہ مصنف ۳۲۸ھ میں موجود تھا، اِس واقعہ کو مولانا شبلی نے جنوری ۱۹۰۳ء کی اَیجوکیشنل کانفرنس کے خطبۂ صدارت میں بھی بیان کیا تھا۔ (خطباتِ شبلی ص۷۴،۷۳)۔''[1]

---

[1] اِسلام میں مذہبی رواداری ص۱۰۱

کنگ فہد کمپلیکس میں مصحفِ تاج کی طباعت

﴿ ڈاکٹر محمد اِلیاس فیصل، فاضل مدینہ یونیورسٹی، رُکن مراجعہ کمیٹی مصحفِ تاج ﴾

قرآن کمپلیکس[1] مدینہ منورہ قرآنِ کریم کی طباعت و اِشاعت کا عالمی اِدارہ ہے، خادم حرمین شریفین ملک فہد بن عبدالعزیز آلِ سعود نے ۱۴۰۵ھ میں اِس کا اِفتتاح کیا جس میں قرآنِ کریم کا پہلا اَیڈیشن ۱۴۰۵ھ میں تیار ہوا اور اُس نسخہ کو ''مصحف المدينة النبوية'' کا عنوان دیا گیا۔ اِس کے آخر میں ایک تعارفی رپورٹ ملحق ہے جس میں اِس نسخے کے رسم کی کتابت میں جس منہج کو اِختیار کیا گیا اِس کا تعارف یوں لکھا ہے :

" قدروعی فی ذلك مانقله الشيخان ابو عمرو الدانی وابوداؤد بن سليمان بن نجاح مع ترجيح الثانی عندالاختلاف غالبا وقد يؤخذ بقول غيرهما "

اِس قرآنِ کریم کی کتابت میں ائمہ رسم شیخ اَبوعمرو الدانی اور شیخ اَبوداوٗد بن سلیمان بن نجاح کی تصریحات کو بنیاد بنایا گیا ہے اور جن مقامات پر اِن دونوں میں باہم اِختلاف ہو تو وہاں اَبوداوٗدؒ کے قول کو ترجیح دی گئی ہے اور کہیں کہیں اِن دونوں کے علاوہ رسم کے کسی دُوسرے ماہرِ فن کے قول کو بھی اِختیار کیا گیا ہے۔ مزید لکھا ہے کہ اِس قرآنِ کریم کے ضبط (اعراب، زبر، زیر، پیش، جزم وغیرہ) کی تحریر میں مشارقہ کا منہج اپنایا گیا ہے۔

واضح رہے کہ رسم و ضبط کا یہ منہج عرب علاقوں میں متعارف ہے، برِصغیر پاک و ہند و دیگر عجمی ممالک میں رسم و ضبط کا یہ منہج متعارف نہیں ہے وہ اِس منہج کو اور خصوصًا اِس ضبط کو صحیح پڑھ بھی نہیں سکتے، بطورِ مثال اِس ضبط مشارقہ کی رُو سے اِقْتَرَبَ ، اَلْقَارِعَةُ ، اُقْتُلُوْا جیسے کلمات میں یکساں علامت

[1] اِس مضمون میں مراد مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف مدینہ منورہ ہے۔

وصل کی لگی ہوئی ہے جبکہ اِقْتَرَبَ ہمزہ کی زیر سے، اَلْقَارِعَةُ ہمزہ کی زبر سے اور اُقْتُلُوْا ہمزہ کی پیش کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

عرب لوگ اپنی عربی دانی کی بناء پر اِن تین مختلف الحرکات کلمات کو بالکل صحیح پڑھیں گے جبکہ غیر عربی مسلمان اِن کلمات کو تب ہی صحیح پڑھ پائیں گے جب ہر کلمہ کے ہمزہ پر اُس کی مطلوبہ حرکت کو متعین کر کے لکھا جائے اور ضبط کے رموز و اِشارات چونکہ اِجتہادی ہیں لہٰذا عجمی علاقوں میں شائع ہونے والے مصاحف میں ضبط کا ایسا منہج اپنایا گیا ہے جس میں اُن کے لیے قرآنِ کریم کو صحیح پڑھنا ممکن ہو۔

قرآن کمپلیکس میں مصحفِ تاج کی طباعت کی ضرورت کیوں پیش آئی ؟

۱۴۰۵ھ میں قرآن کمپلیکس میں عربی رسم وضبط والا نسخہ ''مصحف المدینة النبویة'' چھپا تو حرمین شریفین و دیگر مرکزی مساجد میں یہی نسخہ رکھ دیا گیا اور اِس کے علاوہ دیگر ممالک کے مطبوعہ نسخوں کو وہاں سے اُٹھا لیا گیا۔ اَب ہونے یہ لگا کہ غیر عرب مسلمان تلاوت کے لیے اِس کو کھولتے تو اِس رسم وضبط کو پڑھنا اُن کے لیے ممکن نہ ہوتا تو وہ بڑے اَدب سے اِس کو بند کر کے رکھ دیتے۔ جب یہ صورتحال صدر اِسلامی جمہوریہ پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کے علم میں لائی گئی تو اُنہوں نے مملکتِ سعودی عرب کے ذمہ داران کو تجویز پیش کی کہ قرآن کمپلیکس ہی میں اِسی عالمی و علمی معیار کے مطابق ایک ایسا رسم وضبط والا نسخہ بھی چھاپ دیا جائے جس کو پڑھنا اِن غیر عرب مسلمانوں کے لیے بھی ممکن ہو۔ مملکتِ سعودی عرب نے اُن کی اِس تجویز کو بڑی فراخ دِلی کے ساتھ قبول کر لیا اور حکومتِ پاکستان کا منتخب کردہ تاج کمپنی کا یہ مطبوعہ نسخہ قرآن کمپلیکس میں چھاپ دیا گیا۔ سعودی عرب کے سرکاری ترجمان رسالے میں اِس کی تفصیل یوں بیان کی گئی :

سعودی وزیر حج واَوقاف (شیخ عبدالوہاب عبدالواسع) کو پاکستانی حکومت نے یہ پیغام دیا ہے کہ قرآنِ کریم کو اُس خط میں بھی طبع کرائیں جو جنوب ایشیاء کے ممالک اور جنوب مشرقی دُنیا اور

خصوصًا پاکستان کے مسلمان پڑھتے ہیں۔ وزیر مذکور نے حکومتِ پاکستان کے ساتھ وعدہ کیا کہ وہ کنگ فہد قرآن کمپلیکس میں یہ قرآنِ کریم بھی چھپوادیں گے تاکہ وہ حرمین شریفین میں رکھا جائے اور پاکستان سمیت دیگر متعلقہ اِسلامی ممالک میں تقسیم بھی کیا جائے [1] خادم حرمین شریفین ملک فہد بن عبدالعزیز آلِ سعود نے حکومتِ پاکستان کے منتخب نسخہ قرآنِ کریم کی طباعت و اِشاعت کا حکم صادر کیا اور ۱۹۸۹ء میں یہ قرآنِ کریم چھپ کر تیار ہوگیا۔

مصحفِ تاج اور قرآن کمپلیکس کا نظامِ مراجعت :

قرآن کمپلیکس میں اعلیٰ سطح کی ایک علمی کمیٹی مراقبة النص کے نام سے موجود ہے جو اِس کمپلیکس میں چھپنے والے ہر قرآنِ کریم کو رسم وضبط کے حوالے سے چیک کرتی ہے اور اگر اُس میں کوئی تصحیح مطلوب ہو تو اُس تصحیح کا حکم صادِر کرتی ہے اور اِس کمیٹی کی فائنل منظوری کے بعد ہی وہ قرآنِ کریم زیورِ طباعت سے آراستہ ہوکر منظرِ عام پر آتا ہے۔

واضح رہے کہ اِس مراقبة النص میں سعودیہ، مصر کے جامعہ اَزہر، موریتانیا، پاکستان اور شام کے ۲۵ نمائندے موجود ہیں جو علم رسم وضبط کے ماہر اور متخصص ہیں۔ مصحفِ تاج [2] کا نسخہ قرآن کمپلیکس میں پہنچا تو حسبِ نظام یہ نسخہ مراقبة النص کے سپرد ہوا جس کے مراجعہ اور نظر ثانی کے لیے درجِ ذیل علماء کی کمیٹی تشکیل دی گئی :

مصحفِ تاج کی مراجعہ کمیٹی کے اَرکان :

(۱) فضیلة الشیخ عبدالمتعال منصور عرفہؒ، مدیر مراقبة النص وفاضل جامعہ اَزہر (مدیر)

(۲) فضیلة الشیخ عبدالرحمٰن بریؒ، نائب مدیر مراقبة النص وفاضل جامعہ اَزہر (نائب مدیر اَوّل)

(۳) فضیلة الشیخ محمد الامین الشنقیطی، متخصص علم رسم وضبط (نائب مدیرِ دوم)

---

[1] مجلة التضامن الاسلامی . شعبان ۱۴۰۸ھ صفحہ ۵۱ تا ۸۸

[2] مصحف تاج سے مراد تاج کمپنی کا پندرہ لائن والا نسخہ ہے۔

(۴) فضیلۃ الشیخ حسین سلطان، فاضل جامعہ اَزہر۔(رُکن)

(۵) (ناچیز) ڈاکٹر محمد اِلیاس، فاضل مدینہ یونیورسٹی (رُکن)

مصحفِ تاج کے مراجعہ کا طریقۂ کار :

مذکورہ مراجعہ کمیٹی نے پہلے مرحلہ میں مصحفِ تاج اور مصحفِ مدینہ نبویہ کا لفظاً لفظاً مقارنہ کیا اور رسم کے باہمی فروق کو مدون کیا پھر ائمہ رسم کی تصریحات کے مطابق مصحفِ تاج میں موجود ہر ہر کلمہ کا جائزہ لیا، اِس جائزے سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ ائمہ رسم شیخ اَبوعمرو الدانی (متوفی ۴۴۴ھ) اور شیخ اَبوداود بن سلیمان بن نجاح (متوفی ۴۹۶ھ) کے مابین جن کلمات کے رسم میں باہم اِختلاف ہے وہاں مصحفِ مدینہ نبویہ میں اِمام اَبوداود کے موقف کو ترجیح دی گئی ہے اور کبھی کبھی کسی دُوسرے اِمام فن کے موقف کو اِختیار کیا گیا ہے جبکہ ایسے موقع پر مصحفِ تاج میں اِمام دانی کے موقف کو اِختیار کیا گیا ہے اور کہیں کہیں کسی دُوسرے اِمامِ فن کے موقف کو بھی بنیاد بنایا گیا ہے۔ واضح رہے کہ مصحفِ مدینہ اور مصحفِ تاج میں باہمی فروق کا بیشتر حصہ اِس پر مشتمل ہے کہ اِن کلمات میں الف لکھا جائے گا یا نہیں ؟

اِمام دانی اِن کلمات میں الف کو ثابت مانتے ہیں مثلاً طُغْيَانِهِمْ جبکہ اِمام اَبوداود اِن کلمات میں الف نہیں لکھتے مثلاً طُغْيٰنِهِمْ علم رسم کی اِصطلاح میں اِس اِختلاف کو حذف و اِثبات کا عنوان دیا جاتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ ائمہ رسم کے مابین حذف و اِثبات کے اِختلاف کی صورت میں مصحفِ مدینہ نبویہ میں اِمام اَبوداود کے موقف کو ترجیح دی گئی ہے جبکہ مصحفِ تاج میں یہ کلمہ اِمام دانی کے منہج کے مطابق لکھا گیا ہے، واضح رہے کہ مصحفِ مدینہ اور مصحفِ تاج میں حذف و اِثبات کے علاوہ اور بھی جو فروق تھے اُن میں بھی ائمہ رسم کی تصریحات کو تلاش کر کے اِن کلمات کی توثیق کی گئی، اَلبتہ مراجعہ کمیٹی کو مصحفِ تاج کے جن چند ایک کلمات کی کوئی دلیل نہ مِل سکی اُن کو مصحفِ مدینہ کے مطابق تبدیل کر دیا گیا۔

ایک علمی لطیفہ :

عرب ممالک میں عام طور پر اِمام اَبوداوٗد ؒ کا منہج پڑھا جاتا ہے اور وہی یہاں رائج ہے، تو ایک عرب عالم کو جب پتہ چلا کہ مصحفِ مدینہ اور مصحفِ تاج میں تقریبًا دو ہزار فروق ہیں تو اُنہوں نے ایک علمی مجلس میں یہ کہہ دیا کہ مصحفِ تاج کی مراجعہ کمیٹی نے مصحفِ تاج میں دو ہزار غلطیاں نوٹ کی ہیں (اِنہیں چونکہ دُوسرے منہج اِمام دانی ؒ کی ترجیحات کا علم ہی نہیں تھا لہٰذا اُنہوں نے اِمام اَبوداوٗد ؒ اور اِمام دانی ؒ کے مابین اِختلاف کی شکل میں باہمی فروق کو غلطیاں شمار کرلیا) وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ.

دُوسرا علمی لطیفہ :

ہمارے یہاں فاء پر ایک اور قاف پر دو نقطے ہوتے ہیں۔ موریتانیہ اُن ممالک میں سے ہے جہاں فاء کا ایک نقطہ نیچے اور قاف کا ایک نقطہ اُس کے اُوپر لکھا جاتا ہے۔ ایک موریتانی زائر مدینہ منورہ آئے تو وہ روزانہ شام کو تھکے ہارے گھر پہنچتے، ایک دِن میزبان نے پوچھ لیا کہ مکہ مکرمہ میں طواف اور سعی کا عمل ہوتا ہے وہاں پر تھکنا تو سمجھ میں آتا ہے، آپ کو مدینہ منورہ میں کیا چیز روزانہ تھکا دیتی ہے ؟

موریتانی زائر کہنے لگے : میں موریتانیا سے ڈائریکٹ مدینہ منوہ پہنچا ہوں، مسجدِ نبوی بہت بڑا اِسلامی مرکز ہے لیکن تعجب ہے کہ وہاں سارے قرآنِ کریم غلطیوں سے بھرے ہوئے ہیں، اُن میں فاء کا نقطہ نیچے لکھنے کی بجائے قاف کی طرح اُوپر لکھا ہوا ہے اور قاف کے اُوپر ایک کے بجائے دو نقطے لگے ہوئے ہیں تو میں مسجد نبوی شریف میں جاکر صبح سے شام تک مصاحف میں یہ غلطیاں درست کرتا ہوں۔ میزبان چونکہ ضبط کے اِس فرق سے واقف تھے وہ صورتحال کو سمجھ گئے اور زیرِ لب مسکرادیے اور یہ سوچ کر خاموش ہو گئے کہ ایک دو دِن بعد اِن کی واپسی ہے لہٰذا ایسا موضوع چھیڑنا مناسب نہیں جس کا سمجھنا اِس معصوم وسادہ لوح شخص کے بس کی بات نہیں۔

تیسرا علمی لطیفہ :

یہ دو علمی لطیفے لکھنے کی ضرورت اِس لیے محسوس ہوئی کہ گزشتہ دِنوں پاکستان کے مصاحف کی

بابت ایک مضمون نظر سے گزرا جس کا عنوان تھا : ''پاکستانی مصاحف کی حالتِ زار'' اُس میں پاکستانی مصاحف کی بابت علی العموم جو تبصرہ کیا گیا ہے وہ ایک تیسرے علمی لطیفے سے کم نہیں، وہ لکھتے ہیں :

''رسم توقیفی ہونے کہ وجہ سے اِس کی اَغلاط نا قابلِ قبول اور گناہ کا باعث ہیں، بعض مصاحف میں موجود رسم اور ضبط کی چند غلطیاں ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں۔''

آگے اُنہوں نے حذف و اِثبات پر مشتمل چند اَغلاط ذکر کیں جن میں مصحفِ مدینہ نبویہ والے رسم مبنی علی الحذف کو صحیح اور مبنی علی الاثبات کو غلط شمار کیا پھر دُوسرا عنوان قائم کیا : ''اَغلاطِ ضبط کی چند مثالیں'' اِس کے ذیل میں چھ مثالیں پیش کیں اور مصحفِ مدینہ نبویہ والے عربی ضبط کو صحیح اور ہمارے یہاں رائج ضبط کو غلط شمار کیا، بطورِ مثال اَلحمد میں الف پر زَبر کو غلط شمار کیا اور اَلحمد میں الف پر علامتِ وصل کو صحیح شمار کیا۔

خلاصہ یہ کہ اِمام دانیؒ کے موقفِ حذف اور اِمام اَبوداوٗدؒ کے موقفِ اِثبات میں سے اَوّل الذکر رسم کو غلط اور دُوسرے کو صحیح شمار کرنا اور ضبط کے اِجتہادی ہونے کے باوجود ایک ضبط کو صحیح اور دُوسرے کو غلط قرار دینا علمی دُنیا میں ایک لطیفے سے کم نہیں۔

یہی مضمون نگار ایک اور عنوان قائم کرتے ہیں :

''اچھی کاوش: مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف سعودی عرب دُنیا کا وہ منفرد اِدارہ ہے جسے رسم عثمانی، ضبط، علم الفواصل اور رموز اَوقاف کے معروف قواعد کے ساتھ قرآنِ مجید کی طباعت کا اعزاز حاصل ہے، سعودی عرب کے اِس اِدارے کو نہ صرف روایتِ حفص کا مستند ترین مصحف چھاپنے کا اِعزاز حاصل ہے بلکہ اُس نے دیگر متداول روایات (ورش، قالون اور دُوری) میں بھی کروڑوں کی تعداد میں مصاحف چھاپ کر مفت تقسیم کیے ہیں۔''

ہم موصوف مضمون نگار کے علم میں یہ بات لانا چاہتے ہیں کہ وہ جس اِدارے پر حسن اِعتماد کر رہے ہیں اُسی اِدارے نے مصحفِ تاج بھی ۱۴۰۹ھ میں چھاپا ہے اور ۲۶ سال سے طباعت و اِشاعت کا سلسلہ جاری ہے۔

گزشتہ سطور میں سعودی وزیر حج کے بیان سے واضح ہے کہ حکومتِ سعودیہ اور مجمع الملك فهد نے علمی اور زمینی حقائق کو تسلیم کرتے ہوئے ہمارے یہاں رائج اور متعارف رسم و ضبط کے مطابق قرآنِ کریم چھاپا جبکہ یہ مضمون نگار مصحفِ مدینہ نبویہ کو اُن ممالک پر بھی مسلط کرنا چاہتے ہیں جس کا پڑھنا اُن کے بس کی بات نہیں۔ نیز سعودی وزیر حج کے بیان سے بڑا حکیمانہ موقف واضح ہوتا ہے کہ اِس مصحفِ تاج کو ہی اُن ممالک میں بھیجا جائے گا جو اِس سے متعارف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ مجمع الملك فهد عرب ممالک میں مصحفِ تاج تقسیم کے لیے نہیں بھیجتا اور پاکستان وغیرہ میں مصحفِ مدینہ نبویہ نہیں بھیجتا۔ اَلغرض مضمون نگار کا مجمع الملك فهد پر حسنِ اِعتماد اور اُس کے طرزِ عمل سے اِختلاف عام آدمی کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ ہم گزارش کرتے ہیں کہ خدارا !

(۱) مسلمہ حقائق کو متنازع نہ بنائیں۔

(۲) زمینی حقائق کا اِدراک کریں۔

(۳) اُمت میں (اور پاکستان میں بطورِ خاص) ایسے اِیشوز کو نہ اُچھالا جائے جس سے اِنتشار اور خلفشار میں اِضافہ ہو۔

(۴) پاکستان کے اِنتظامی اِدارے ذمہ داری کا مظاہرہ کریں اور کوئی ایسا فیصلہ نہ کریں جس کے منفی نتائج قوم کو بھگتنا پڑیں۔

(۵) رسم و ضبط کا یہ متعارف سلسلہ صرف پاکستان کا نہیں بلکہ ایک اَرب مسلمانوں کا مسئلہ ہے جہاں یہ مصحف متارف ہے لہٰذا اِس بارے میں کوئی ایسا قدم نہ اُٹھایا جائے جس سے پاک و ہند کے مسلمانوں کو دُشواری کا سامنا ہو۔

ڈاکٹر محمد اِلیاس فیصل، فاضل مدینہ یونیورسٹی

رُکن مراجعہ کمیٹی مصحفِ تاج، مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف

(سابقہ) رُکن مراقبة النص مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف

❁ ❁ ❁

وفیات

۲۶ ر نومبر کو حضرت مولانا میاں سراج احمد صاحب دین پوری رحمۃ اللہ علیہ طویل علالت کے بعد دین پور شریف میں اِنتقال فرما گئے۔ حضرتؒ اَکابر کی یادگار تھے اللہ تعالیٰ حضرتؒ کی حیات سے وابستہ خیرات وبرکات کو باقی وجاری رکھے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

۳ر نومبر کو شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد فاضلِ دیوبند تبلیغی مرکز رائیونڈ کے نائب اَمیر حضرت مولانا جمشید علی خان صاحب مختصر علالت کے بعد جناح ہسپتال لاہور میں اِنتقال فرما گئے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی دینی خدمات کو قبول فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

۷ر نومبر کو شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد صاحب مدنیؒ کے سفر وحضر کے خادم فاضلِ دیوبند حضرت مولانا مجاہد خان صاحب سابق ممبر صوبائی اِسمبلی صوبہ خیبر پختونخواہ نوشہرہ میں طویل علالت کے بعد اِنتقال فرما گئے۔

۲۹ر نومبر کو جمعیۃ علماء اِسلام صوبہ سندھ کے جنرل سیکرٹری، سابق سینٹر اور جامعہ اِسلامیہ اِشاعت القرآن والحدیث لاڑکانہ سندھ کے مہتمم حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود صاحب سومرو کو نامعلوم اَفراد نے فجر کی نماز کی سنتوں کے دوران سجدہ کی حالت میں فائرنگ کر کے مسجد میں شہید کر دیا۔ اِس ناگہانی حادثہ پر اللہ تعالیٰ اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل اور مولاناؒ کی خدمات کو قبول فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اُن کی وفات سے پیدا ہونے والے خلا کو پُر فرمائے۔

۲۵ر نومبر کو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب دین پوریؒ طویل علالت کے بعد دین پور شریف میں تقریبًا نوے برس کی عمر پا کر اِنتقال فرما گئے۔ مرحوم اِنتہائی عابد زاہد اور پارسا اِنسان تھے۔

۳۱ر اکتوبر کو دارُالعلوم دینیہ کے مہتمم مولانا ہارون الرشید صاحب رشیدی کی والدہ صاحبہ طویل علالت کے بعد قصور میں اِنتقال فرما گئیں۔

۸ر نومبر کو جناب رضوان نفیس صاحب کی والدہ صاحبہ مختصر علالت کے بعد لاہور میں وفات پا گئیں۔

فاضلِ جامعہ سیّد اَنیس شاہ صاحب کی والدہ صاحبہ گزشتہ ماہ وفات پا گئیں۔

۱۲ر نومبر کو حضرت مولانا سیّد نافع گل صاحب کاکاخیل رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے جناب محمد طیب صاحب کاکاخیل سخاکوٹ مردان میں طویل علالت کے بعد وفات پا گئے۔

۱۴ر نومبر کو جناب حافظ محمد کاملین صاحب پراچہ کے صاحبزادے جناب سمیع الدین صاحب پراچہ کراچی میں وفات پا گئے۔

جامعہ مدنیہ جدید کے ناظم تعلیمات حضرت مولانا خالد محمود صاحب کے جواں سال بھانجے مختصر علالت کے بعد فتح جنگ میں وفات پا گئے۔

۲۶ر نومبر کو جامعہ مدنیہ جدید کے خیر خواہ جناب سعید اَحمد صاحب طویل علالت کے بعد لاہور میں وفات پا گئے۔

۲۹ر نومبر کو جناب حاجی اَکبر حسین صاحب کی اہلیہ صاحبہ کراچی میں وفات پا گئیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں مرحومین کے لیے اِیصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔ اہل اِدارہ جملہ پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

❁ ❁ ❁

بقیہ : اِسلامی معاشرت

اِس لیے محبت خدا اور رسول ﷺ اور جذبہ اِطاعت کا تقاضہ یہ ہے کہ ہمارا معاملہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ مشفقانہ اور ہمدردانہ ہونا چاہیے اور اگر کوئی ناچاقی ہوجائے تو اُس پر چراغ پا ہونے کے بجائے نرمی کے ساتھ اور حکمتِ عملی کے ذریعہ اُس سے نپٹنا چاہیے، ہم اپنی بیویوں کو غلام باندی نہیں بلکہ اپنی شریکِ حیات سمجھیں اور حقوق کی اَدائیگی کا خاص اہتمام رکھیں تو بہت سے جھگڑے بڑھنے سے پہلے ہی ختم ہوجائیں۔ (جاری ہے)

اَخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

سالانہ تبلیغی اِجتماع کے موقع پر جامعہ مدنیہ جدید میں بیرونِ ملک اور ملک بھر سے آنے والے شرکاء کی کثرت سے آمد و رفت رہی۔

۲۴ر نومبر کو مظاہر العلوم سہارنپور سے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ کے نواسے حضرت مولانا محمد شاہد صاحب مدظلہم جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب سے اُن کی رہائشگاہ پر ملاقات کی، بعد اَزاں حضرت نے جامعہ کے اَساتذہ کے ہمراہ دوپہر کا کھانا تناول فرمایا، قیلولہ کے بعد واپس تشریف لے گئے۔

۵ر نومبر کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب، سیّد محبوب اَحمد صاحب گیلانی کی دعوت پر ختم نبوت یوتھ کورس کے پروگرام میں شرکت کے لیے ڈسکہ تشریف لے گئے جہاں آپ نے ختم نبوت کے موضوع پر تفصیلی گفتگو فرمائی۔

۷ر نومبر کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب، شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد صاحب مدنیؒ کے خصوصی شاگرد فاضلِ دیوبند حضرت مولانا مجاہد خان صاحبؒ کی تعزیت کے لیے سہ پہر ڈھائی بجے جامعہ سے روانہ ہوئے، رات بارہ بجے کے قریب پشاور پہنچے رات کا قیام بھائی خالد خان صاحب کے گھر فرمایا، اَگلے روز پشاور میں حضرت مولانا سیّد محمد نافع گل صاحب کاکا خیلؒ کی صاحبزادی کی تعزیت کے لیے اُن کے شوہر عابد گل صاحب کاکا خیل کی رہائشگاہ تشریف لے گئے، بعد اَزاں نوشہرہ میں حضرت مولانا مجاہد خان صاحبؒ کے بیٹے محمد طلحہ صاحب سے تعزیت اور اِظہارِ اَفسوس کیا اور اِسی روز حضرت مولانا سیّد محمد نافع گل صاحب کاکا خیلؒ کے بڑے صاحبزادے جناب محمد طیب صاحب کاکا خیل کی تعزیت کے لیے سخاکوٹ روانہ ہوئے۔ حضرت صاحب نے اُن کے دونوں

بیٹوں اور اُن کے بھائی محترم محمد قاسم صاحب کاکاخیل سے تعزیت کی اور مغرب کے وقت سخاکوٹ سے لاہور کے لیے روانہ ہوئے اور رات بارہ بجے بخیریت واپس گھر پہنچ گئے، والحمد للہ۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب جامعہ کے مدرس مولانا محمد حسین صاحب کے ہمراہ حافظ عبدالوہاب صاحب کی دعوت پر بہاولپور تشریف لے گئے۔ مولانا حسین صاحب کے برادرِ نسبتی حافظ عبدالواحد خان صاحب اور بھائی انجینئر حافظ عبدالوہاب خان صاحب (مدیر باب العلوم اکیڈمی سیٹلائٹ ٹاؤن و مدرسہ فاطمۃ الزاہرہ)، مفتی اَحسن احمد صاحب (سرپرست باب العلم اکیڈمی) اور ڈاکٹر عثبان صاحب نے حضرت کا بہاولپور اسٹیشن پر اِستقبال کیا۔ تمام اَحباب ایک بجے کے بعد قیامگاہ پہنچ کر آرام فرمایا۔

اَگلی صبح نمازِ فجر اور معمولات سے فراغت کے بعد پروگرام کے مطابق جناب ڈاکٹر نوید صاحب جو کہ علمائے کرام اور بزرگانِ دین کی خدمت میں ہمیشہ پیش پیش رہتے ہیں اُن کی خواہش پر اُن کی رہائشگاہ واقع سیٹلائٹ ٹاؤن پر ناشتہ کا اہتمام کیا گیا، ناشتہ میں ڈاکٹر صاحب کے والد محترم بھی شریک رہے۔

پھر گیارہ بجے کے قریب اِسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے چیئرمین شعبہ علوم اِسلامیہ پروفیسر ڈاکٹر حافظ اِفتخار صاحب کی دعوت پر اِسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور تشریف لے گئے جہاں چیئرمین صاحب، مفتی مظہر اَسعدی صاحب مسئول وفاق المدارس العربیہ پاکستان ضلع بہاولپور و جنرل سیکرٹری پنجاب، جمعیۃ علماءِ اِسلام پاکستان و دیگر پروفیسر صاحبان نے حضرت کا اِستقبال کیا۔

بعد اَز اَحوال مختلف موضوعات پر گفت و شنید ہوئی اِس سوال پر کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے، جواب میں اَساتذہ کرام کو اِس طرف متوجہ فرمایا کہ مستشرقین مختلف اِعتراضات جو اِسلام کے متعلق کرتے ہیں اِس سے اپنی نئی نسل کو آگاہ کرنے کی اور اُن سوالات کا بوداور کھوکھلا پن سمجھانے کی ضرورت ہے اور یہ کہ جس کو وہ اِسلام کے لیے عیب یا نقصان کے طور پر بیان کر رہے ہیں وہ کس طرح سے اِسلام اور

اِنسانیت کے لیے خوبی اور اُس کا حسن ہے، اِن باتوں کو آسان اَنداز سے طلباء کو سمجھانے کی ضرورت ہے چونکہ یہی طلباء پھر زندگی کے مختلف شعبوں میں جائیں گے اور اِنشاء اللہ اِسلام اور مسلمانوں کے لیے بہتر کام کر سکیں گے۔

آخر میں محترم پروفیسر صاحبان کو سوالات کے لیے بھی موقع دیا گیا اور یہ سلسلہ کافی دیر تک چلتا رہا پھر جمعہ کی نماز کا وقت قریب ہونے کی وجہ سے یہ علمی مجلس اِختتام پذیر ہوئی۔ اِس مجلس میں پروفیسر ڈاکٹر حافظ شبیر اَحمد جامعہ ڈائریکٹر شعبہ علوم الحدیث، پروفیسر ڈاکٹر حافظ اَبوالحسن شبیر، ڈائریکٹر شعبہ علوم القرآن، پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبدالغفار، پروفیسر ڈاکٹر حافظ شیخ شفیق الرحمٰن، شعبہ عربی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ آخر میں چیرمین شعبہ جناب پروفیسر ڈاکٹر حافظ اِفتخار اَحمد صاحب نے ایک مرتبہ پھر حضرت کا یونیورسٹی آنے پر شکریہ اَدا کیا اور آئندہ یونیورسٹی آنے کی دعوت دی۔

بعد اَزاں مدیر جامعہ اَسعد بن زرارہ حضرت مفتی مظہر اَسعدی صاحب کی دعوت پر جامعہ اَسعد بن زرارہ تشریف لے گئے جہاں مفتی صاحب نے آبِ زمزم اور کھجور سے تواضع فرمائی، اِس کے بعد جمعہ کے لیے جامعہ مسجد سیٹلائٹ ٹاؤن تشریف لے گئے جہاں مسجد کے اِمام مولانا حبیب الرحمٰن صاحب سے ملاقات ہوئی، حضرت نے خطبہ جمعہ اِرشاد فرمایا اور اُس میں توبہ اِستغفار کے فضائل و اِفادیت، توبہ کرنے کا طریقہ، گناہ کی اِقسام، حقوق اللہ اور حقوق العباد اور اپنے گناہوں کو مخفی رکھنا لوگوں کے سامنے ظاہر نہ کرنا جیسے عنوانات پر تقریبًا پون گھنٹہ بیان فرمایا اور نمازِ جمعہ کی اِمامت فرمائی، بعد اَز نماز تقریبًا آدھ گھنٹہ سوال و جواب کی نشست ہوئی جس سے خانقاہِ حامدیہ کا منظر آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔

اِس کے بعد مولانا محمد حسین صاحب کے گھر تشریف لے گئے جہاں صادق آباد سے آئے ہوئے جامعہ مدنیہ جدید کے فاضل اور اُن کے ساتھ چند اَحباب نے حضرت سے ملاقات کی۔ اِس کے بعد مفتی اَحسن صاحب کے گھر پر دُعا فرمائی اور اُن کے بچوں کو مسلسل بالا ولیت کی اِجازت عنایت فرمائی بعد اَزاں قائد اَعظم میڈیکل کالج کے سابق پرنسپل اور بہاولپور کے مشہور اور قابل ڈاکٹر مظہر الحق عتیق

صاحب کی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے اور کھانا تناول فرمایا، محترم ڈاکٹر صاحب بھی ساتھ شریک رہے اور باہمی دلچسپی کے مختلف موضوعات پر گفتگو بھی ہوتی رہی۔ حضرت نے ڈاکٹر صاحب کے اہتمام وانتظامی اُمور کے حسن کو خاص طور سے سراہا۔ ڈاکٹر صاحب نے واقعی خوب اہتمام و انتظام کیا تھا۔ آخر میں حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب نے محترم ڈاکٹر صاحب کو جامعہ مدنیہ جدید آنے کی دعوت دی جس پر ڈاکٹر صاحب نے خوشی کا اِظہار کیا اور اِرادہ ظاہر کیا کہ اِنشاء اللہ وہ جامعہ حاضری دیں گے۔

ڈاکٹر صاحب سے اِجازت لے کر ہم حافظ عبدالواحد خان صاحب کے گھر پہنچے اُن کے والد جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن خان صاحب ریٹائرڈ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر کی اِنتہائی خواہش تھی کہ حضرت صاحب اُن کے یہاں تشریف لائیں چاہے کچھ دیر کے لیے ہی ہو، اِس لیے واپسی پر حضرت نے کچھ دیر ہمارے گھر قیام کیا اور اُس کے بعد لاہور واپسی کے لیے روانہ ہوگئے۔

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اَور دَرسگاہیں

(۳) کتب خانہ اَور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔ (ادارہ)

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ
کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلب ِسڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیز و اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

سیّد محمود میاں "جامعہ مدنیہ جدید" محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ فیکس نمبر 35330311 - 42 - 92+

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اَکاؤنٹ نمبر (0-7915-100-020-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اَکاؤنٹ نمبر (1-1046-100-040-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور